Spot CMYK#Waheed

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ	حج کا پیغام اُمّتِ مُسلِمہ کے نام	مفتی محمد رضوان	۳
درسِ قرآن	سورہ بقرہ (قسط۵)	مفتی محمد رضوان	۷
درسِ حدیث	عذابِ قبر کے اسباب (قسط۱)	مفتی محمد یونس	۱۲

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے اجمالی فضائل ومسائل (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	۱۷
ماہِ ذیقعدہ: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	مولوی سعید افضل رمولوی طارق محمود	۲۹
حضرت ھود علیہ السلام اور قوم عاد (قسط۲)	مولانا محمد امجد	۳۳
صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	انیس احمد حنیف	۳۸
ناپ تول میں کمی کا وبال	ابوعفان	۴۱
دوسروں کے لئے دُعا کرنے کی فضیلت	حافظ محمد ناصر	۴۳
ملاقات کے آداب	مفتی محمد رضوان	۴۵
پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۶)	// //	۴۶
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۹)	ترتیب: مفتی محمد رضوان	۴۸
طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۱) (تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)	// //	۵۰
علم کے مینار امام محمد رحمہ اللہ فقہ حنفی کے مُدَوِّنْ وترجُمان (قسط۲)	مولانا عبدالسلام	۵۲
تذکرۂ اولیاء: ''اَقْضَی الْعَرَبُ'' قاضی شریح رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)	مولوی طارق محمود	۵۵
پیارے بچو! جھوٹ نہیں بولوں گا	ابوریحان	۶۰
بزمِ خواتین نامور خواتین اسلام	مولانا محمد امجد	۶۲
آپ کے دینی مسائل کا حل صلوٰۃُ التسبیح کا ثبوت اور بعض اشکالات کے جوابات	دارالافتاء	۶۵
کیا آپ جانتے ہیں؟ مفید معلومات، احکامات وتجزیات	م۔ر۔ن	۷۲
عبرت کدہ بابل ونینوا سے بغداد تک (قسط۳)	مولانا محمد امجد	۷۴
طب وصحت نمونیہ (Pneumonias)	قاری فضل الحکیم	۷۷
اخبارِ ادارہ ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد	۷۹
اخبارِ عالم قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابوجویریہ	۸۱
Basic Islamic Faiths	ابرار حسین	۸۴

Idara Ghufran

اداریہ مفتی محمد رضوان

حج کا پیغام اُمّتِ مُسلِمہ کے نام

ماہِ ذی الحجہ میں ہر سال لاکھوں مسلمان دنیا بھر سے جمع ہو کر اسلام کا فریضہ ''حج کی شکل میں'' ادا کرتے ہیں حج اسلام کا اہم فریضہ اور اسلام کے ان بنیادی ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

حج کا فریضہ اسلام کے قطعی احکام میں سے ہے جس کا منکر اسلام سے خارج ہے، حج اسلام کا تکمیلی اور آخری رکن ہے، جس طرح یہ نزول کے اعتبار سے آخری رکن ہے اسی طرح اس میں انسان کی اصلاح اور اس کی ترقی کے اعتبار سے بھی کمال پایا جاتا ہے۔ حج کا اجتماع دنیا بھر میں منعقد ہونے والے اجتماعات سے بڑا اجتماع شمار ہوتا ہے اور شاید اس اعتبار سے بھی یہ تمام اجتماعات میں امتیازی شان کا حامل ہے کہ جس میں دنیا کے ہر خطہ کے افراد شرکت کرتے ہیں۔ حج کا عظیم الشان اجتماع عالمِ اسلام کے تمام مسلمانوں اور خاص طور پر صاحبِ بصیرت حضرات کیلئے اپنے اندر بہت بڑی عبرت وبصیرت کا سامان لئے ہوئے ہے، جو نہ صرف ایک مسلمان کی انفرادی اور اس کی ذاتی زندگی میں تبدیلی لانے کے لئے مفید ومؤثر ہے، بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے اجتماعی اور مجموعی حالات پر بھی اثر انداز ہونے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے، بشرطیکہ اس سے عبرت وبصیرت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

✪ **اتحاد واتفاق اور عدل ومساوات کا پیغام:** حج کا عظیم الشان اجتماع پوری دنیا کے مسلمانوں کو متحد ومتفق ہونے کی دعوت اور پیغام دیتا ہے، خواہ دنیا کے کسی بھی ملک اور کسی بھی کونے سے تعلق رکھتے ہوں، اور وہ کالے ہوں یا گورے، امیر ہوں، یا غریب، ہندوستانی ہوں یا پاکستانی، عربی ہوں یا عجمی، سید ہوں یا شیخ، دنیا کے کسی بھی حصے اور کسی بھی ذات ونسل سے تعلق ہو، سب کو ایک مرکز اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔

احرام امیر وغریب، کالے، گورے، بڑے چھوٹے سب کے لئے یکساں مقرر کیا گیا ہے خواہ کوئی شلوار قمیض پہنتا ہو، یا جبہ قبہ، اور خواہ پینٹ کوٹ پہنتا ہو یا کرتہ پائجامہ، سب کو ایک ہی قسم کے لباس کا پابند کر دیا گیا، تاکہ مسلمانوں کے آپس میں عدل ومساوات کا رشتہ قائم ہو اور ایک دوسرے پر بے جا فخر وتفاخر اور عصبیت ولسانیت کا خاتمہ ہو، اور دنیا جہان کے چھوٹے بڑے، امیر غریب، کالے گورے، جوان

وبوڑھے، عربی وعجمی، شہری ودیہاتی، ہر ایک کے درمیان باہمی اخوت و بھائی چارگی کا رشتہ قائم ہو۔
اسی مضمون کو فارسی کے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے ؎

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی — کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(جامی تو عشق کا بندہ ہے، نسب کو چھوڑ — کہ اس راستہ میں فلاں بن فلاں کوئی چیز نہیں)

آج دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافروں نے باہم دست وگریباں کیا ہوا ہے، جگہ جگہ رنگ ونسل، ذات پات اور لسانیت وقومیت کو ہوا دے کر مسلم قوت کو پاش پاش کیا ہوا ہے، اس وقت مسلم قوم دنیا کی تمام اقوام کے مقابلہ میں اکثریت میں ہوکر بھی اقلیت کے حقوق سے محروم ہے، اور جانوروں اور حیوانوں سے بدتر سلوک مسلم قوم کے ساتھ ہو رہا ہے۔

حج کا عمل دنیا بھر کے مسلمانوں کو بیت اللہ، مدینہ منورہ، منٰی، عرفات، مزدلفہ اور احرام کی طرح ایک مرکز پر جمع ہونے اور آپس میں عدل ومساوات کا درس وپیغام دیتا ہے، حج کا یہ اجتماع جس طرح عظیم الشان ہے اسی طرح اس کا یہ پیغام بھی بہت عظیم الشان ہے۔ لہٰذا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کھلے دل کے ساتھ اس کو قبول کرنا اور اس پر لبیک کہنا چاہئے۔

✪ **عشق ومحبتِ الٰہی کا پیغام:** اسلام کے تمام احکام کی بنیاد اللہ سے محبت پر قائم ہے گویا کہ تمام احکام کو انجام دینے اور بجالانے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے، مگر ''حج'' ایسا حکم اور ایسی عبادت ہے جس سے محبت کے اظہار کے اعلیٰ اور انتہائی درجہ کی شان پائی جاتی ہے جس کو ہم ''عشق'' سے تعبیر کر سکتے ہیں، محبت کی اس انتہائی حالت اور درجہ پر پہنچ کر انسان ایک طرح سے مغلوبُ الحال شمار کیا جاتا ہے اور اس کی مجنونوں والی حالت ہو جاتی ہے، کہ نہ اپنی زیب وزینت کی پرواہ رہتی اور نہ لباس وپوشاک کی، بس وہ دیوانہ وار اپنے محبوب ومعشوق کی تلاش وجستجو اور اس کی طلب وحصول میں سرگرداں وپریشان پھرتا ہے، حاجی کی شان بھی اسی طرح کی ہوتی ہے کہ وہ ہر قسم کی زیب وزینت کو چھوڑ کر، عمدہ اور مزین لباس ترک کر کے اللہ کی محبت وعشق میں نکل پڑتا ہے۔

سِلے ہوئے کپڑوں کے بجائے ایک کفن نُما لباس پہن لینا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا بلکہ جسم کے کسی حصے کے بھی بال نہ کاٹنا، ناخن نہ ترشوانا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، جسم سے میل کچیل صاف نہ کرنا، بلکہ جوں تک نہ مارنا، کسی جانور کا شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، پکار پکار کر لبیک کہتے

پھرنا، بیت اللہ کے گرد مستانہ وار چکر کاٹنا، حجرِ اسود کو چومنا، بیت اللہ کے در و دیوار سے چمٹنا اور آہ و زاری کرنا صفاء و مروہ کے چکر لگانا، پھر مکہ شہر سے نکل کر منیٰ، کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ کے صحراؤں اور میدانوں میں جا پڑنا، تپتی ہوئی دھوپ اور گرمی میں پھرنا، جمرات پر بار بار کنکریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی ہیں جو عشق و محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حج کے کاموں میں بالکل عاشقانہ و محبوبانہ شان پائی جاتی ہے۔لہٰذا حج کا ایک اہم پیغام یہ ہے کہ دنیا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے ہی حقیقی عشق و محبت کا رشتہ قائم کریں، اور مال و زر کی بے جا محبت دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔

✪ **جاہ و مال کی بے جا محبت دل سے نکالنے کا پیغام:** حج جانی و مالی عبادت ہے، اس میں جان کو بھی استعمال کرنا پڑتا ہے اور مال کو بھی، حج میں جان کا استعمال بھی اس عنوان کے ساتھ رکھا گیا ہے کہ جس سے تواضع، انکساری کا اظہار ہوتا ہے، اور مال کی کثیر مقدار حج کے سفر میں خرچ ہوتی ہے اور مال و جاہ کی بے جا محبت ہی تمام برائیوں اور فتنے و فسادات کی جڑ ہے، اور اسی مال و جاہ کی بدولت آج مسلمان ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں، کہیں عہدوں اور منصبوں کی خاطر لڑائی اور قتل و غارت گری ہے تو کہیں مال کی خاطر، حج کا اجتماع اور حج کا سفر انسان کو اپنے دل اور دماغ سے مال و جاہ کی بے جا محبت نکالنے کی دعوت دیتا ہے۔

✪ **تکلف و نمائش سے اجتناب کا پیغام:** حج کے اعمال میں انسان کو عملی طور پر سادگی اختیار کرنے اور تکلّفات، تکبر، نمود و نمائش چھوڑنے کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے حج کے سارے ارکان و اعمال تکبر و بڑائی کے دشمن اور ان کو ختم کرنے والے ہیں۔

آج مسلمانوں کے تکلفات اور نمود و نمائش میں پڑ جانے اور اُن میں فخر و تفاخر اور دکھلاوا اور ریا کاری عام ہو جانے کی وجہ سے قیمتی زندگی اور مال کی اضاعت ہو رہی ہے، ہر ایک دوسرے کے مقابلہ میں ناک اونچی کرنے کے لئے فکر مند ہے، حج کا عمل تمام مسلمانوں کو تکلفات و تصنعات اور ریا کاری میں پڑنے سے اجتناب کرنے اور سادگی اختیار کرنے کا پیغام دیتا ہے۔

✪ **شرک سے برأت کا پیغام:** حج کرنے والا اپنی زبان سے یہ صدا بلند کرتا ہے:

”لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ

وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ“

”یعنی میں آپ کے در پر حاضر ہوں اے میرے رب میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک ہر قسم کی تعریفیں اور نعمتیں آپ ہی کے لئے خاص اور آپ ہی کے لائق وزیبا ہیں، اور بلاشبہ حکومت وملکیت بھی ہر چیز پر آپ ہی کی ہے، آپ کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں“

کس طرح حاضری کی صدا بلند کی جارہی ہے، توحید کا اعتراف اور شرک سے برأت کا اظہار کیا جارہا ہے، ہر قسم کی تعریفوں، نعمتوں اور حکومتوں کو اللہ کے ساتھ خاص ہونے کا اقرار کیا جارہا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کو کفر وشرک سے بری قرار دیا جارہا ہے۔ جس میں ہر قسم کے شرک وکفر سے برأت کا پیغام ہے، لہٰذا حج کا ایک پیغام یہ ہے کہ انسان شرک وکفر کی تمام انواع واقسام سے مکمل اجتناب کر کے اپنے ایمان اور توحید کو پختہ کرے۔

✪ **سفرِ آخرت اور موت کی تیاری کا پیغام:** دوست واحباب اور گھر والوں کو چھوڑ کر حج کے سفر پر جانا انسان کو موت کی یاد دلاتا ہے اور قبر وآخرت کی تیاری کرنے کا پیغام دیتا ہے، احرام کی چادریں کفن کی چادروں کو یاد دلاتی ہیں، سواری اور جہاز میں بیٹھنا جنازہ کی چارپائی کو یاد کرنے کی دعوت دیتا ہے، خیموں میں رہنا قبر کی زندگی کی یاد دھیانی کراتا ہے اور منٰی، عرفات ومزدلفہ کے میدان کی طرف چلنا اور وہاں ٹھہرنا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر میدان حشر کی طرف چلنے اور جمع ہونے کو یاد دلاتا ہے، وہاں کی گرمی اور دھوپ کی تپش قیامت کے دن کی گرمی کو یاد دلاتی ہے، اور ساز وسامان کے بغیر ان مقامات پر رہنا قبر وآخرت میں دنیا کے ساز وسامان کے بغیر پہنچنے کو یاد دلاتا ہے، اور دنیا کی بے جا محبت سے انسان کو اجتناب کی دعوتِ دیتا ہے، اور یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان کے دل ودماغ میں پیدا ہو جائیں اور جم جائیں تو اس کی زندگی کا رخ بدل جائے، دنیوی زندگی کی عیش وعشرت سے دل اچاٹ ہو جائے۔

اگر ہم حج کے اس پیغام کو قبول کرلیں تو اس سے بہتر کامیابی اور کوئی نہیں اور اگر ہم اس پیغام کو ٹھکرا دیں تو پھر اس سے بڑا نقصان اور خسارہ بھی کوئی نہیں۔ اب ہم جائزہ لے سکتے ہیں کہ حج کرنے اور کر چکنے والوں میں یہ کتنی چیزیں پیدا ہوئیں یا ہونا متوقع ہیں۔ حج کا دل میں ارادہ رکھنے والوں کو بھی ان چیزوں کی طرف ابھی سے متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ محمد رضوان۔ ۱۵ ذیقعدی ۱۴۲۵ھ

درسِ قرآن

مفتی محمد رضوان

سورہ بقرہ (قسط ۵)

متقیوں کی باقی صفات

سورہ بقرہ کی چوتھی آیت میں متقیوں کی باقی ماندہ صفات بیان کی گئی ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ج وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۞

ترجمہ: اور وہ (متقی) لوگ ایسے ہیں کہ جو ایمان رکھتے ہیں، اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور (ایمان رکھتے ہیں) ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں اور وہ لوگ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں متقیوں کی باقی صفات ذکر کرتے ہوئے غیب پر ایمان لانے کی کچھ تفصیل اور آخرت پر ایمان ویقین رکھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ پہلے تو حضور ﷺ پر نازل ہونے والی آسمانی کتاب (یعنی قرآن مجید) اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی کتابوں پر ایک ساتھ ایمان لانے کا ذکر کیا گیا۔

جس کی وجہ یہ ہے کہ احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں مؤمنین متقین دو طرح کے حضرات تھے ایک وہ جو اسلام لانے سے پہلے مشرک تھے، دوسرے وہ جو اسلام لانے سے پہلے اہلِ کتاب (یہودی یا عیسائی) تھے

ان دونوں قسم کے حضرات کو متقی قرار دیا گیا، لہٰذا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا اسلام سے مشرف ہو کر متقیوں کی فہرست میں داخل ہو سکتا ہے، دوسرے قرآن مجید پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا آج بھی ہر مسلمان کے لئے لازم اور ضروری ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ آج ان کتابوں پر ہمارا ایمان اس طرح ہوگا کہ:

"جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلی آسمانی کتابوں میں نازل فرمایا تھا وہ سب اپنی جگہ حق اور سچ ہے اور اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے ان کتابوں میں نازل کئے گئے احکام پر عمل لازم اور ضروری تھا، مگر قرآن مجید نازل ہونے کے بعد کیونکہ پہلی کتابیں اور سب شریعتیں منسوخ

اورختم ہوگئیں تواب عمل صرف قرآن مجید پرہی لازم ہے، نہ کہ پہلی کتابوں پر،اور ہمارا ایمان قرآن مجید کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں پربھی اس حیثیت سے ہے کہ جوکچھ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا، نہ کہ اس حیثیت سے کہ جوآج کل تورات،انجیل وغیرہ کے نام سے چھاپے جانے والے نسخوں میں ملتا ہے، کیونکہ ان کتابوں کے نام تواگرچہ وہی ہیں لیکن ان کے اندرزمانے کے ساتھ ساتھ کافروں نے اپنی طرف سے بہت سی تحریفیں اورتبدیلیاں کردی ہیں اوران کی دنیا میں تاقیامت حفاظت وسلامتی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی نہیں فرمایا، سوائے قرآن مجید کے کہ وہ قیامت تک اپنی اصلی حالت پرمحفوظ رہے گا‘‘

تورات وانجیل وغیرہ کے بارے میں بعض عوام کی غلط فہمی

یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اہل کتاب مسلمانوں کی فہرست میں داخل نہیں، کیونکہ ان کا حضورﷺ اورقرآن مجید پرایمان نہیں۔بعض لوگ توراۃ،انجیل وغیرہ لےکر بازاروں اورگلی محلوں میں فروخت کرتے پھرتے ہیں،بعض لوگ آسمانی کتاب سمجھ کر یہ کتابیں خرید لیتے اورحاصل کرلیتے ہیں اورپھر مطالعہ شروع کردیتے ہیں۔یہ طرزِعمل سراسرشریعت کے خلاف ہے۔بے شک ہم تمام آسمانی کتابوں پرایمان رکھتے ہیں جس میں تورات اورانجیل بھی داخل ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کا مطالعہ بھی کیا جائے بلکہ صرف ان پرایمان لانا کافی ہے، دوسرے جن کتابوں پرایمان لاناضروری ہے ان سے مرادبھی وہ کتابیں ہیں جوحقیقت میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں۔لیکن موجودہ دورمیں جوان کتابوں کے نسخے دنیا میں پائے جاتے ہیں وہ اپنی اصل اورحقیقی حالت میں نہیں ہیں اوران میں خودلوگوں نے وقت کے ساتھ بہت سی تحریفیں اورتبدیلیاں کردی ہیں اوراسی وجہ سے ایک ایک نام کی ان کتابوں کے اس وقت دنیامیں کئی کئی قسم کے نسخے پائے جاتے ہیں جن میں آپس میں بے شمار باتوں میں اختلاف اورٹکراؤبھی ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی آخری اورقیامت تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہنی والی کتاب صرف اورصرف ’’قرآن مجید‘‘ ہےاس کے بعدنہ کسی دوسری آسمانی کتاب کی عام مسلمانوں کوضرورت ہےاورنہ ہی اس کی اجازت ہے ایک مرتبہ حضورﷺ کی موجودگی میں حضرت عمررضی اللہ عنہ تورات کانسخہ لےکرحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوراس کودیکھ کر پڑھنا شروع کردیا اوردوسری طرف حضورﷺ کے چہرے مبارک

کا رنگ غصہ کی وجہ سے بدل گیا یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر کہا اے عمر تمہارا بھلا نہ ہو! کیا تم حضور ﷺ کے چہرے کو نہیں دیکھتے، جب حضرت عمر نے آپ ﷺ کے چہرہ کو غصہ کی وجہ سے بدلا ہوا دیکھا تو فوراً عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے غصہ سے پناہ چاہتا ہوں، ہم اللہ کو اپنا رب ماننے، اسلام کو اصل دین ماننے اور نبی ﷺ کو (آخری) نبی ماننے کے ساتھ راضی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر بالفرض آج کے دور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں تو تم ان کی اتباع کر کے اور مجھے چھوڑ کر گمراہ ہو جاؤ گے خوب سمجھ لو اگر آج کے دور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں اور میری نبوت کا زمانہ پالیں تو ان پر بھی میری ہی اتباع لازم ہوگی (مشکوٰۃ ص ۳۲، بحوالہ سنن الدارمی، کتاب المقدمۃ)

اس حدیث سے قرآن کے علاوہ دوسری آسمانی نام سے معروف کتابوں مثلاً تورات، انجیل، وغیرہ کے مطالعہ کی حیثیت اور گناہ ہونا واضح ہو گیا جب حضور ﷺ نے اپنی موجودگی میں خلیفۂ راشد (حضرت عمر) کے تورات پڑھنے پر بھی اتنی ناگواری کا اظہار فرمایا جبکہ آپ کی موجودگی میں اس کتاب میں موجود غلط باتوں کی نشاندہی اور گمراہی سے حفاظت ممکن تھی، آج کے دور میں عوام کو اس کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ختمِ نبوت کی دلیل

مذکورہ آیت کے طرزِ بیان سے ایک اہم اصولی مسئلہ بھی واضح ہو گیا، وہ یہ کہ حضور ﷺ آخری نبی اور آپ پر نازل ہونے والی وحی آخری وحی ہے، کیونکہ اگر قرآن مجید کے بعد کوئی اور آسمانی کتاب یا وحی نازل ہونے والی ہوتی (جس کے لئے نبی کا ہونا بھی ضروری ہے) تو جس طرح اس آیت میں قرآن مجید سے پچھلی کتابوں اور گزشتہ وحی پر ایمان لانے کا ذکر ہے اسی طرح آئندہ آنے والے زمانے میں (کسی نبی پر) نازل ہونے والی کتاب اور وحی کا بھی ذکر ضرور کیا جاتا، خصوصاً جبکہ قرآن مجید سے پہلی کتابوں اور وحی پر ایمان لانے کا سلسلہ تو پہلے سے جاری اور سب کو معلوم تھا، اگر آپ ﷺ کے بعد بھی کسی نئی نبوت، شریعت اور وحی کا سلسلہ باقی ہوتا تو اس پر ایمان لانے کا ذکر گزشتہ کتابوں کے مقابلہ میں زیادہ اہتمام کے ساتھ کیا جاتا، تاکہ آنے والے لوگوں کے لئے کسی قسم کا شبہ اور اشتباہ باقی نہ رہے، لیکن قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی حضور ﷺ یا قرآن مجید کے ساتھ کسی نبی یا کتاب اور وحی کا ذکر کیا گیا تو ان سب جگہ پہلے نبیوں اور

پہلی کتابوں اور پچھلی وحیوں کا تو ذکر کیا گیا، مگر بعد میں آنے والے کسی نبی یا وحی کا قطعاً کہیں ذکر نہیں ملتا۔ چنانچہ سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت کے علاوہ سورہ نحل، سورہ مؤمن، سورہ روم، سورہ نساء، سورہ زمر، سورہ شوریٰ، سورہ بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ دیگر مقامات پر سب جگہ لفظ ''قبل'' یا ''قبلک'' کے ذریعہ سے قبلیہ (پہلی) کتابوں اور نبیوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے، ''بعد'' یا ''بعدک'' وغیرہ کے لفظ سے کسی بھی بعدِیہ (بعد والی) وحی یا نبی کا کوئی اشارہ تک نہیں۔ جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی آنے یا وحی نازل ہونے والی نہیں ہے، بلکہ حضور ﷺ پر تمام نبیوں اور قرآن مجید پر تمام آسمانی کتابوں اور وحیوں کا سلسلہ ختم اور مکمل ہو چکا ہے، جس پر ایمان لائے بغیر ایمان کی سلامتی ممکن نہیں

مذکورہ آیت میں متقیوں کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی گئی:

''وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْن'' کہ ''وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں''

یعنی آخرت کے واقع ہونے کو جانتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

آخرت کو قرآن مجید میں ''دارُالقرار، دارُالحیوان، اور عُقبیٰ جیسے ناموں سے یاد کیا گیا ہے ''دارُالقرار'' کا مطلب ہے قائم ودائم اور ثابت وباقی رہنے والا گھر، اور ''دارُالحیوان'' کا مطلب ہے زندہ رہنے والا گھر اور ''عُقبیٰ'' کے معنیٰ انجام، بدلہ اور نتیجہ کے آتے ہیں، کیونکہ قائم ودائم، ثابت وباقی اور زندہ رہنے والا گھر وہی ہے، نہ کہ دنیا، اور ہر اچھے وبرے عمل کا انجام، نتیجہ، ثمرہ اور پھل ملنے والا گھر بھی وہی ہے نہ کہ دنیا، دنیا میں انسان کا رہنا عارضی ہے، مستقل نہیں، یہ عمل کی جگہ ہے، بدلہ کی جگہ نہیں، اور کیونکہ آخرت دنیا کے بعد آنے والی ہے، اس لئے اس کا نام آخرت رکھا گیا۔

قرآن مجید آخرت کے ذکر اور اس کے ہولناک وخطرناک حالات سے بھرا پڑا ہے۔

آخرت پر ایمان لانے کی اہمیت

آخرت پر ایمان لانا اگرچہ غیب پر ایمان لانے کے مفہوم میں آ چکا تھا، لیکن اس کو علیٰحدہ سے صراحت اور وضاحت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ ایمان لانے والی چیزوں میں سب سے اہم حصہ ہے، کیونکہ ایمان کے تقاضوں پر عمل کی توفیق اسی آخرت کے عقیدے کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے، اور اسلامی عقیدوں میں یہی وہ انقلابی عقیدہ ہے جس کی وجہ سے پوری دنیا میں عظیم انقلاب رونما ہو سکتا اور پوری دنیا

کی کایا پلٹ سکتی ہے ،اور یہ عقیدہ ہی وہ ہے جو توحید اور رسالت کی طرح تمام نبیوں اور شریعتوں کی تعلیمات وہدایات میں متفقہ اور مشترکہ چلا آتا ہے۔

جب انسان کا آخرت پر ایمان نہ ہوتو اس کا مقصود دنیوی زندگی اور اس کا عیش وعشرت بن جاتی ہے، وہ یہاں کے عیش کو اصل عیش اور یہاں کی تکلیف کو اصل تکلیف سمجھنے لگتا ہے، اس عقیدہ کے بغیر سچ اور جھوٹ اور حلال وحرام کی تمیز وتفریق ختم ہوجاتی ہے، اور دنیا جرائم کی بھٹی بن جاتی ہے، سیاست وحکومت کا کوئی قانون جرائم کی روک تھام کے لئے کافی نہیں ہوتا، اور جب یہ عقیدہ انسان کا بن جاتا ہے اور صرف عقیدہ ہی نہیں بن جاتا بلکہ اس کا ایسا یقین پیدا ہوجاتا ہے، جس میں کوئی شک اور تردد باقی نہ رہے تو دنیا امن کا گہوارہ بن جاتی ہے، انسان کی جلوت وخلوت، روشنی اور اندھیرے کے تمام حالات کو یکساں ہوکر ہر قسم کے شر وفتنہ سے حفاظت ہوجاتی ہے، کیونکہ اسے ہر ہر عمل کے وقت یہی احساس کارفرما رہتا ہے کہ میں نے اس عمل کا آخرت میں حساب دینا ہے اور اس کا بدلہ چکھنا ہے۔

ایمان اور یقین میں فرق

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ آخرت کا مضمون بیان کرتے ہوئے تو ’’یُوْقِنُوْن ‘‘ (یقین رکھتے ہیں) فرمایا گیا لیکن اس سے پہلے غیب کا مضمون بیان کرتے ہوئے ’’ یُؤْمِنُوْنَ ‘‘ (ایمان رکھتے ہیں) فرمایا گیا، حالانکہ آخرت پر بھی ایمان ہی لانے کا حکم ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کے معنٰی تصدیق کرنے کے ہیں جس کے مقابلہ میں ’’ تکذیب ‘‘ یعنی جھٹلانے کا لفظ آتا ہے، اور یقین کے مقابلہ میں شک اور تردد کا لفظ آتا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہوگیا کہ متقیوں کی مذکورہ آخری صفت حاصل کرنے کے لئے صرف تصدیق کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایسا یقین بھی ہونا چاہئے جیسے آنکھوں کے سامنے کسی چیز کے ہونے کے وقت ہوتا ہے، متقی حضرات وہ ہیں کہ جن کو کسی لمحہ بھی آخرت سے غفلت وتردُّد نہیں ہوتا بلکہ ہر لمحہ آخرت کی پیشی، حساب وکتاب کا نقشہ اور جزاوسزا کا تصور اور دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہونے کا نقشہ اُن کے سامنے رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا میں ایک خاص شان کی زندگی گزارتے ہیں۔

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

درسِ حدیث مفتی محمد یونس

◆ احادیث مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب (قسط ۱)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْ ثَلَاثَةٍ مِنَ الْغِیْبَةِ وَالنَّمِیْمَةِ وَالْبَوْلِ فَاِیَّاکُمْ وَذٰلِکَ (کنزالعمال ج ۱۶ حدیث نمبر ۴۴۳۴۸ بحوالہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک عذاب قبر تین گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے، غیبت، چغلی اور پیشاب کی وجہ سے پس ان گناہوں سے خوب بچ کر رہو (کنزالعمال بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح: اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے عذابِ قبر کے تین اسباب بتلائے ہیں یعنی غیبت، چغلی اور پیشاب اور پھران تینوں سے خوب بچنے کا حکم فرمایا ہے۔اس حدیث شریف میں اصلاً تو یہ بتانا مقصود ہے کہ غیبت، چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے لیکن ضمناً یہ بات بھی ثابت ہورہی ہے کہ عذابِ قبر برحق ہے،

عذاب قبر برحق ہے

آج کل کچھ لوگ عذاب قبر کا انکار کر کے قرآن وحدیث سے ثابت شدہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ کو غلط کہتے ہیں۔حالانکہ عذاب قبر کے برحق ہونے پر صحیح صریح اوراس سے بڑھ کر متواتر احادیث موجود ہیں جو محدثین حضرات نے اپنے اپنے مقام پر ذکر فرمائی ہیں، چنانچہ بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی۔اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے پناہ میں رکھیں حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس یہودی عورت کا قصہ آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ ہاں! عذاب قبر برحق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے کوئی ایسی نماز پڑھی ہو جس میں عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو (مشکوٰۃ ص ۲۵)

Iqra Ghufran

اس صحیح حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے صراحۃً ارشاد فرمایا کہ عذاب قبر برحق ہے اور پھر آپ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا خود بھی اہتمام فرمایا جس سے امت کو یہ تعلیم دی کہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کریں

عذاب قبر پردۂ غیب میں ہے

عذاب قبر کا تعلق چونکہ دوسرے جہان سے ہے جس کو برزخ کہا جاتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ دنیا سے پردۂ غیب میں رکھا ہے اس لئے اس دنیا میں رہتے ہوئے ان دنیوی آنکھوں سے اگر کسی کو عذابِ قبر کا مشاہدہ نہ ہو تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ عذاب قبر کا وجود ہی نہیں۔ اور شاید اسی بات کو واضح فرمانے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اہلِ قبور کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں'' (مسلم شریف ج۲ص۳۸۶)

معلوم ہوا کہ بعض حکمتوں کی وجہ سے عذاب قبر کو ہم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عذاب قبر برحق ہے اس کا انکار کرنے کی بجائے اس سے پناہ مانگنے کی اور ان گناہوں سے بچنے کی ضرورت ہے جن پر عذابِ قبر کی وعید بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا حدیث میں جن تین گناہوں کو عذاب قبر کا سبب بتایا گیا ہے ان میں سے پہلا گناہ غیبت ہے۔

غیبت کی مذمت

غیبت ان گناہوں میں سے ہے جن سے قرآن وحدیث میں صاف صاف انداز میں منع کیا گیا ہے اور جن پر قرآن وحدیث میں بڑی سخت وعیدین بیان کی گئی ہیں

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ (الحجرات آیت ۱۲)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو۔

مذکورہ آیت میں غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے غور کرنے سے یہ بات

واضح ہوسکتی ہے کہ غیبت کتنا گھناؤنا جرم ہے کہ ایک تو انسان کا گوشت کھانا ہی کتنی بری بات ہے گویا آدم خور بن جانا پھر انسان بھی کونسا؟ اپنا بھائی اور بھائی بھی زندہ نہیں بلکہ مردہ، غور فرمایئے کہ جتنا سنگین گناہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے اتنا ہی دوسرے کی غیبت کرنا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس نے (غیبت کرکے) دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا آخرت میں اس کا جسم غیبت کرنے والے کے قریب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کو کھالے اس حالت میں کہ وہ مردہ ہے جیسا کہ تونے اس کا زندگی کی حالت میں گوشت کھایا تھا اس کے بعد وہ اس گوشت کو کھائے گا اور چیختا جائے گا اور اپنا منہ بگاڑتا جائے گا (کذافی تفسیر ابن کثیر عن ابی یعلی وقال غریب جداً)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرت میں غیبت کرنے والے کو جس کی غیبت کی ہے اس کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جائے گا اور یہ بطور سزا کے ہوگا۔ العیاذ باللہ

حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا تھا ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) یہاں دو عورتیں ہیں جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور قریب ہے کہ وہ پیاس سے مرجائیں یہ سن کر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی وہ شخص دوپہر کے وقت پھر آیا اور عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ کی قسم وہ مرنے کے قریب ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو بلاؤ چنانچہ وہ دونوں حاضر ہوگئیں اور ایک پیالہ حاضر کیا گیا آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک عورت سے فرمایا کہ اس میں قے کرو، چنانچہ اس نے قے کی تو پیپ اور خون یا گوشت (کے ٹکڑے) نکلے جس سے آدھا پیالہ بھر گیا پھر دوسری عورت کو قے کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ اس نے بھی پیپ اور خون اور آدھ کچرے گوشت وغیرہ کی قے کی، یہاں تک کہ پورا پیالہ بھر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں نے حلال چیزوں کو چھوڑ کر روزہ رکھ لیا (یعنی روزہ رکھ کر روزے کی وجہ سے حلال کھانے پینے کو چھوڑ دیا) اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی تھیں ان کا چھوڑنے کا روزہ نہ رکھا (یعنی حرام چیزوں کو نہ چھوڑا بلکہ حرام کاموں میں مشغول رہیں) ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی اور دونوں مل کر لوگوں کے گوشت کھاتی رہیں (یعنی غیبت کرتی رہیں) (قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۷۱ رواہ احمد ورواہ ابو یعلی نحوہ وفیہ رجل لم یسم)

فائدہ: عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بات بات میں دوسروں کو عیب لگاتی اور لعن طعن کرتی اور غیبت میں مبتلا ہوتی ہیں جہاں دو چار مل کر بیٹھیں عیب لگانے شروع کر دیے مثلاً فلاں کالی ہے اور وہ چندھی ہے، اسے غمی شادی کے موقع پر لوگوں کو صحیح بھگتانا نہیں آتا خاندان کے رسم ورواج کا اسے علم نہیں ہے ایسی ویسی ہے وغیرہ عورتوں کی مجلس میں عموماً اس طرح کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ عورتوں نے غیبت کی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت کرنے کا اثر مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح ہے جو بعض اوقات اسی دنیا میں ظاہر ہو جاتا ہے اور بعض بندوں کو خواب میں متنبہ کر دیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت میمون رحمہ اللہ کا واقعہ منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک روز خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک زنگی (حبشی) کا مُردہ جسم ہے اور کوئی کہنے والا ان کو مخاطب کر کے یہ کہہ رہا ہے کہ اس کو کھاؤ۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے میں اس کو کیوں کھاؤں تو اس شخص نے کہا اس لئے کہ تو نے فلاں شخص کے زنگی (حبشی) غلام کی غیبت کی ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے تو اس کے متعلق کوئی اچھی بری بات کی ہی نہیں تو اس شخص نے کہا کہ ہاں، لیکن تو نے اس کی غیبت سنی تو ہے اور تو اس پر راضی رہا حضرت میمون رحمہ اللہ کا حال اس خواب کے بعد یہ ہو گیا کہ نہ خود کبھی کسی کی غیبت کرتے اور نہ کسی کو اپنی مجلس میں کسی کی غیبت کرنے دیتے تھے (معارف القرآن ج ۸ ص ۱۲۲)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ غیبت کرنے کی طرح غیبت سننا بھی بہت سخت گناہ ہے۔

قرآن کے علاوہ احادیث میں بھی غیبت کی بڑی مذمت اور اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ

> ''غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے'' صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے (ترمذی ابوداؤد)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت سے بچنا زنا سے بچنے کی بنسبت زیادہ ضروری ہے نیز معلوم ہوا کہ غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک کہ جس کی غیبت کی ہے وہ معاف نہ کر دے اس لئے اس گناہ سے بچنا زیادہ ضروری ہے۔

Idara Ghufran

البتہ بعض اہل علم نے فرمایا کہ اگر غیبت کرنے کا اسے علم نہ ہوا ہو، جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معاف کرانا تو ضروری نہیں ہوتا، لیکن اس کے لئے استغفار کرنے کی پھر بھی ضرورت ہوتی ہے۔

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس رات میرا، ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی بے آبروئی کرتے تھے‘‘ (ابوداؤد)

اس حدیث سے غیبت کی اخروی سزا اور غیبت کے گناہ کا شدید ترین ہونا معلوم ہوا اس لئے غیبت کے گناہ سے بہت زیادہ پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔ (جاری..........)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ماہِ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے اجمالی فضائل ومسائل

(قسط ۱)

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ماہِ شوال کی پہلی تاریخ کو اسلام کا عظیم تہوار ''عید الفطر'' کے نام سے انجام دیا جاتا ہے، اور اس مہینہ کے آخری دن تک اگر چھ روزے رکھ لئے جائیں تو وہ رمضانُ المبارک کے روزوں کے ساتھ مل کر پورے سال روزے رکھنے کے برابر اجر وثواب کا باعث ہوجاتے ہیں، اور ذیقعدہ کا مہینہ ایسے مہینے کے اختتام پر شروع ہوتا ہے، اور ذیقعدہ کے مہینہ کا اختتام بھی ایک ایسے مہینے کے آغاز کی تمہید بنتا ہے جس میں اسلام کا دوسرا عظیم تہوار ''عیدالاضحیٰ'' کے نام سے انجام دیا جاتا ہے اور اسلام کا اہم رکن حج بھی اس مہینہ میں ہی انجام دیا جاتا ہے اور وہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔

گویا کہ اسلام کے دو عظیم تہوار ''عیدالفطر'' اور ''عیدالاضحیٰ'' نیز ''حج مبارک'' انجام دیئے جانے والے دو مہینوں ''(شوال اور ذی الحجہ)'' کے درمیان ''ذوالقعدہ'' کا مہینہ واقع ہے، اس اعتبار سے ذوالقعدہ کا مہینہ اپنی ابتداء اور انتہاء کے لحاظ سے عیدین کے مہینوں کے درمیان واقع ہے، اور اس مہینہ کو آگے پیچھے سے عیدین کے دو مہینے گھیرے اور احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

ذیقعدہ کا مہینہ اسلامی سال کا گیارہواں اور ذی الحجہ کا مہینہ اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے۔

اور عام طور پر دنیا بھر سے ''حج مبارک'' کی عظیم سعادت اور فریضہ کی ادائیگی کے لئے حجاج کرام عمرہ یا حج کا احرام باندھ کر ذوالقعدہ کے مہینہ میں ہی حرم مبارک میں اکثر وبیشتر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ذیقعدہ کے مہینہ کی تاریخیں اچھی طرح یاد رکھ کر اور ان کا صحیح حساب محفوظ رکھ کر ذی الحجہ کے مہینہ کے آغاز کی حفاظت کے اہتمام کی بھی خاص اہمیت اس لئے رکھی گئی ہے تاکہ حج اور عیدالاضحیٰ اپنے صحیح وقت پر انجام دیئے جانے اور ہر قسم کی تاریخی غلطی سے بچنے کا انتظام ہوسکے۔

ظاہر ہے کہ جو مہینہ عیدین یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے مہینوں کے درمیان حدِّ فاصل کی شان رکھتا ہو، اس کی فضیلت واہمیت بھی کچھ کم نہ ہوگی۔

ذیقعدہ کے مہینہ کو اگر چہ عام طور پر آج کل خالی کا مہینہ کہا جاتا ہے، لیکن خالی کا مہینہ کہنے کا مطلب یہ ہرگز بھی نہیں کہ اس مہینہ کو عبادت واطاعت سے بھی خالی اور فارغ سمجھا جائے بلکہ اس کا صحیح مطلب اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوسکتا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ یہ مہینہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ وغیرہ سے خالی ہے، لہٰذا خالی کا مطلب یہ سمجھنا کہ اس مہینہ میں کسی نیک عمل کی ضرورت نہیں اور شریعت کی طرف سے اس مہینہ میں کسی عمل کی بھی کوئی پابندی نہیں رہتی، یہ سراسر لاعلمی اور ناواقفی ہے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ذیقعدہ کے مہینہ میں کوئی خاص عبادت جس کا تعلق صرف اس مہینہ سے ہو وہ شریعت کی طرف سے مقرر نہیں کی گئی۔

لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کہ یہ مہینہ شریعت کی طرف سے انسان کے لئے آزاد ہوا یہ سنگین غلطی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

پھر ماہِ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ یہ دونوں مہینے سال بھر کے ان چار مہینوں میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی شرف وفضیلت بخشی ہے، وہ چار مہینے یہ ہیں (۱) ذیقعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) محرم (۴) رجب۔

ان مہینوں کی عظمت وبرتری اسلام کے آغاز سے بھی پہلے سے ہے اور اسلام سے پہلے دوسرے مذہبوں میں بھی تسلیم کی گئی ہے، یہاں تک کہ مکہ کے مشرکین شرک وکفر کی حالت میں بھی ان مہینوں کی عظمت وفضیلت کے قائل تھے، اسلام کے آغاز تک ان مہینوں میں جہاد وقتال بھی منع تھا اور ساتھ ہی ان مہینوں میں عبادت واطاعت کی خاص فضیلت رکھی گئی تھی، اور اب بھی ان مہینوں میں عبادت کی فضیلت برقرار ہے، لہٰذا جو شخص ان مہینوں میں عبادت واطاعت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاص فضیلت واہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

ان وجوہات کا تقاضہ یہ ہے کہ ذیقعدہ کے مہینہ کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو اور وہ اس مہینہ کو غفلت میں نہ گزاریں۔

ماہِ ذیقعدہ کے اختتام پر ''ذی الحجہ'' کا مہینہ شروع ہوتا ہے، یہ اسلامی سال کا بالکل آخری مہینہ ہے، اس کے بعد ''محرم'' کا مہینہ شروع ہونے پر اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے، اس لئے ذی الحجہ کا مہینہ جو سال کا اختتامی مہینہ ہے گویا کہ پورے سال کا تتمہ اور خلاصہ ہے، انسان کی زندگی کا ایک سال مکمل ہونے پر اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اپنے گزرے ہوئے سال کا جائزہ لے کہ وہ کس حال میں گزرا،

اور اس کو اس پورے سال میں کیا کچھ آخرت کا ذخیرہ جمع کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کا موقع نصیب ہوا، اچھی حالت پر شکر کرے اور بری حالت پر استغفار کرے، اور آئندہ سال کے لئے ابھی سے بری حالت کو اچھی حالت سے تبدیل کرنے کا ارادہ اور عہد کرے۔

ماہِ ذی الحجہ کے معنٰی ہیں ''حج والا مہینہ'' اس مہینہ میں اسلام کا اہم فریضہ ''حج'' ادا کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کو حج والا مہینہ قرار دیا گیا ہے...... ذی الحجہ کے مہینہ میں حج کے علاوہ قربانی کی عبادت بھی مقرر کی گئی ہے، اور اسلام کا دوسرا سالانہ بڑا تہوار ''عیدالاضحیٰ'' کے نام سے رکھا گیا ہے، اور جس مہینہ میں ''حج'' ''قربانی'' اور ''عید'' جیسے بڑے بڑے اہم احکامات رکھے گئے ہوں اس مہینہ کی فضیلت کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟

ایک عید اگر شوال کے مہینہ میں آتی ہے تو دوسری عید ذی الحجہ کے مہینہ میں آتی ہے، اور عید کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے حق میں مہمانی کے دن ہیں، ان دنوں میں بندے اللہ تعالیٰ کے مہمان اور اللہ تعالیٰ بندوں کے میزبان ہوتے ہیں، یہ بندوں کے لئے کتنے بڑے اعزاز کی بات ہے۔

پھر شوال کے صرف ایک دن کو ''عید کا دن'' قرار دیا گیا اور صرف اس ایک دن میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، اور ذی الحجہ کے چار دنوں (دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ) میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، اور قربانی کی ادائیگی کا وقت بھی تین دن تک رکھا گیا ہے یعنی دس ذی الحجہ سے لے کر بارہ ذی الحجہ تک، جس سے معلوم ہوا کہ ذی الحجہ کی عید ''بڑی عید'' ہے۔

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت

ذوالقعدہ کا مہینہ ختم ہوتے ہی ذی الحجہ کے مہینہ کی ابتدائی دس عظیم فضیلت کی حامل راتیں شروع ہوجاتی ہیں، اور جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے ذوالقعدہ کے مہینہ کے اختتام پر یعنی ذی الحجہ کا چاند نظر آنے پر قربانی ہونے تک اپنے جسم کے کسی بھی حصہ کے بال اور ہاتھ پیروں کی انگلیوں کے ناخن نہ کاٹ کر شریعت کا حکم پورا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ گویا کہ ذی الحجہ کے مہینہ کا آغاز بھی خاص شان کے ساتھ ہوتا ہے، کیونکہ اس مہینہ کے پہلے عشرہ کو اللہ ربُّ العزت نے بہت ہی اونچا مقام عطا فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ، موسیٰ علیہ السلام کو ''نئی شریعت اور توراۃ'' دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر تیس راتوں کا اعتکاف فرمانے کا وعدہ فرمایا اور پھر اس میں

مزید دس راتوں کا اضافہ فرما کر کُل چالیس راتیں مکمل ہونے پر اُن کو ''شریعت اور تورات'' عطا کی گئی، چنانچہ ارشاد ہے:

وَوٰعَدۡنَا مُوۡسٰیۤ ثَلٰثِیۡنَ لَیۡلَۃً وَّاَتۡمَمۡنٰہَا بِعَشۡرٍ فَتَمَّ مِیۡقَاتُ رَبِّہٖۤ اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً (سورہ اعراف آیت ۱۴۲)

''اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور دس راتیں مزید اِن تیس راتوں میں (اضافہ کرکے) مکمل فرما دیں''

گویا کہ کُل چالیس راتیں کوہِ طور پر مسلسل گزروائی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام کا ایک چِلّہ پورا کرایا گیا۔

مشہور مفسر حضرت ابنِ عباس، حضرت مجاہد، حضرت مسروق وغیرہ رضی اللہ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ چالیس راتیں ذوالقعدہ کے پورے مہینہ اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی تھیں (تفسیر قرطبی ج ۷)

علامہ جلالُ الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر ''درمنثور'' میں اس آیت کے ضمن میں حضرت ابنِ عباس اور بعض دیگر مفسرین سے مکمل سندوں کے ساتھ مذکورہ تفسیر نقل فرمائی ہے۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''**فَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّ الثَّلَاثِیْنَ هِیَ (ذُوالْقَعِدَۃِ) وَعَشْرٌ مِنَ ذِی الْحِجَّۃِ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَیْرِہٖ، فَعَلٰی ھٰذَا یَکُوْنُ قَدْ کَمُلَ الْمِیْقَاتُ یَوْمَ النَّحْرِ وَحَصَلَ فِیْہِ التَّکْلِیْمُ لِمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ، وَفِیْہِ اَکْمَلَ اللّٰہُ الدِّیْنَ لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَمَا قَالَ تَعَالٰی ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً**'' (تفسیر ابن کثیر ج ۲ سورہ اعراف)

''اکثر حضرات کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کی کوہِ طور پر تیس راتیں ذیقعدہ کے مہینہ کی اور دس راتیں ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی تھیں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے یہی مروی ہے، لہٰذا اس تفصیل کی روشنی میں موسیٰ علیہ السلام کی میعاد عیدالاضحیٰ کے دن مکمل ہوئی تھی، اور اسی دن اللہ تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا، اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مکمل فرمایا تھا اور دین کی تکمیل کی بشارت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں نازل فرمائی تھی: **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ**

Idara Ghufran

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (سورہ مائدہ آیت ۳)

ترجمہ: ''آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے (ہر طرح) کامل کر دیا (قوت میں بھی جس سے کفار کو مایوسی ہوئی اور احکام وقواعد میں بھی) اور (اس اکمال سے) میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا (دینی انعام بھی کہ احکام کی تکمیل ہوئی اور دنیوی انعام بھی کہ قوت حاصل ہوئی اور اکمال دین میں دونوں آ گئے) اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے (ہمیشہ کو) پسند کر لیا''

اس سے ظاہر ہوا کہ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کا پورا مہینہ اور خصوصیت کے ساتھ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بہت مبارک ہے.....قرآن مجید کے تیسویں پارے میں سورہ فجر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (سورہ فجر)

''قسم ہے فجر (کے وقت) کی اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں (یعنی دس تاریخوں) کی (کہ وہ نہایت فضیلت والی ہیں کَذَا فُسِّرَ فِی الْحَدِیْثِ) اور جُفت کی اور طاق کی (جفت سے مراد دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اور طاق سے نویں تاریخ ہے کَذَا فِی الْحَدِیْثِ'') (بیانُ القرآن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس آیت کی تفسیر مندرجہ ذیل لفظوں میں بیان کی گئی ہے۔

عَن جابر رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ : (وَلَيَالٍ عَشْرٍ) قَالَ : عَشْرُ الْاَضْحٰی (وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ) قَالَ (اَلشَّفْعُ) یَوْمُ الْاَضْحٰی (وَالْوَتْرُ) یَوْمُ عَرَفَةَ رواہ البزار واحمد ورجالهما رجال الصحيح غير عياش بن عقبة وهو ثقة (مجمع الزوائد ج ۷ رقم ۱۱۴۹۰)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے قول ''وَلَيَالٍ عَشْرٍ'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اس سے مُراد عید الاضحیٰ یعنی ماہِ ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول ''وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ'' میں ''شفع'' سے مراد عید الاضحیٰ کی تاریخ یعنی دس ذی الحجہ کا دن اور ''وتر'' سے مراد عرفہ کی تاریخ یعنی نو ذی الحجہ کا دن ہے''

تفسیر قرطبی میں ہے:

وَهُوَ قَوْلُ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَعِكْرَمَةَ وَاخْتَارَهُ النُّحَاسُ وَقَالَ حَدِيْثُ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ

جَابِرٍ هُوَالَّذِیُ صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَاصَحُّ اِسْنَادٍ مِنْ حَدِیْثِ عِمْرَانِ بْنِ حُصَیْنٍ فَیَوْمُ عَرَفَةَ وَتْرٌلِاَنَّهٗ تَاسِعُهَا وَیَوْمُ النَّحْرِ شَفْعٌ لِاَنَّهٗ عَاشِرُهَا (تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۳۹)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس اور حضرت عکرمہ کا یہی قول ہے اور حضرت نحاس نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فرمایا کہ حضرت ابو زبیر کی حضرت جابر سے منقول یہ روایت نبی ﷺ سے سب سندوں سے زیادہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے، لہٰذا عرفہ کا دن ''وتر'' ہے اس لئے کہ وہ نویں ذی الحجہ کی تاریخ ہے، اور عیدالاضحیٰ کا دن ''شفع'' ہے، اس لئے کہ وہ دسویں ذی الحجہ کی تاریخ ہے (تفسیر قرطبی)

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالَّلیَالِی الْعَشْرُاَلْمُرَادُ بِهَا عَشْرُ ذِی الْحِجَّةَ وَهُوَقَوْلُ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ الزُّبَیْرِ وَمُجَاهِدٍ وَغَیْرِوَاحِدٍ مِّنَ السَّلْفِ (مختصر تفسیر ابن کثیر ج۳ بضمن سورہ فجر)

ترجمہ: ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور یہی حضرت ابن عباس حضرت ابنِ زبیر اور حضرت مجاہد وغیرہ جیسے سلف صالحین کا قول ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ اَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهَا أَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ'' یَعْنِیْ أَیَّامَ الْعَشْرِ، قَالَ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ''وَلَاالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلاً خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، ثُمَّ لَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْءٍ'' (صحیح بخاری فی الجمعة، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه ودارمی فی الصوم ومسند احمدواللفظ لهٗ، الترغیب والترهیب ج ۲ ص۱۲۷)

''کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں اِن (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے نیک عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے مگر وہ شخص جو جان اور مال لے کر اللہ کے راستے

میں نکلے، پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آئے'' (سب اللہ کے راستے میں قربان کردے، اور شہید ہوجائے یہ ان دنوں کے نیک عمل دوسرے سے بھی بڑھ کر ہے)

(بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی ومسند احمد)

اس صحیح اور صریح حدیث سے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہر قسم کے نیک کام کی عظیم فضیلت ثابت ہوئی، کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہے، البتہ جو شخص اپنی جان و مال اللہ کے راستہ میں قربان کردے اس کی فضیلت اس عشرہ کی نیکی سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور مذکورہ حدیث میں کیونکہ عشرۂ ذی الحجہ میں عام اور مطلق ''نیک عمل'' کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جو بھی نیک عمل اس عرصہ میں کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین شمار کیا جاتا ہے، لہٰذا اس عشرہ میں جس جس نیک عمل کی توفیق بھی حاصل ہوجائے اسے غنیمت سمجھنا چاہئے اور اس پورے عشرہ کی صحیح قدر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ عزَّ وجلَّ کا کتنا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس عشرہ میں کئے جانے والے نیک عمل کا درجہ ''جہاد فی سبیل اللہ'' سے بھی زیادہ محبوب اور پسندیدہ قرار دے دیا، کیا اب بھی اس عشرہ میں کوتاہی اور غفلت اختیار کرنے کی گنجائش رہ گئی ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس سلسلہ میں مزید تفصیل ذکر کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کے یہاں ان (ذی الحجہ) کے دس دنوں کے عمل سے زیادہ عظیم اور محبوب ترین کوئی عمل نہیں، لہٰذا تم ان دنوں میں کثرت سے ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اور ''اللہ اکبر'' کا اور ''الحمد للہ'' کا اور ''سبحان اللہ'' کا ورد کیا کرو'' (احمد، بیہقی وطبرانی فی الکبیر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشرۂ ذی الحجہ میں کئے جانے والے ہر نیک عمل کی عظمت اور محبوبیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے (عام) دنوں کے مقابلہ میں زیادہ بڑھی ہوئی ہے، اور خصوصیت کے ساتھ چند اذکار واوراد ایسے ہیں جن کی ان ایام میں کثرت رکھنی چاہئے اور وہ اذکار یہ ہیں (۱) لا الہ الا اللہ (۲) اللہ اکبر (۳) الحمد للہ (۴) سبحان اللہ۔ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید، اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی، اللہ تعالیٰ کی حمد اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی گئی ہے، گویا کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کا اجمالی مجموعہ ہیں، اگر ان کلمات کی تشریح شروع کی جائے تو اوراق ختم ہوجائیں، زندگیاں گزر جائیں مگر ان کلمات کی کما حقہ

تشریح وتفصیل بیان نہ ہوسکے۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَاعْلَمْ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ الْاِكْثَارُمِنَ الْاَذْكَارِفِيْ هٰذَاالْعَشْرِ زِيَادَةً عَلٰى غَيْرِهٖ وَيُسْتَحَبُّ ذَالِكَ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ اَكْثَرَبَاقِي الْعَشْرِ (الاذكار النووية)

یعنی یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں دوسرے دنوں کے مقابلہ میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مستحب ہے اور ذی الحجہ کے دن اس عشرہ کے باقی دنوں سے بھی زیادہ ذکر کرنا افضل ہے (الاذکار النوویہ)

تفسیر درِمنثور میں بیہقی کے حوالہ سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ نے تمام شہروں میں سے مکہ مکرمہ کو منتخب فرمایا اور زمانوں میں سے اشہر حرام (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب کے مہینوں) کو منتخب فرمایا، اور مہینوں میں سے محبوب ترین مہینہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی الحجہ کا مہینہ ہے اور ذی الحجہ کے مہینہ کا پہلا عشرہ اس سے بھی زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے جمعہ کے دن کو محبوب قرار دیا اور راتوں میں سے شب قدر کو اور دن رات کے اوقات میں فرض نمازوں کے اوقات زیادہ محبوب قرار دیئے اور کلاموں میں لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمد للہ کو سب سے زیادہ پسند فرمایا“ (تفسیر درمنثور ج ۴)

لہٰذ ہمیں چاہئے کہ مندرجہ بالا احادیث وروایات پر عمل کرتے ہوئے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں گناہوں سے بچتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال جمع کرنے اور سمیٹنے کی فکر کریں اور مذکورہ بالا اذکار کا جتنا ممکن ہوسکے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے معمول بنالیں۔ایک روایت میں ہے کہ:

”دنیا کے افضل ترین دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن ہیں“ (رواہ البزار عن جابر، قال الہیثمی فی موضع اسنادہٗ حسن وفی آخر رجالہٗ ثقات، فیض القدیر للمناوی ج ۲)

امام مناوی رحمہ اللہ اس فضیلت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

لِاَجْتِمَاعِ اُمَّهَاتِ الْعِبَادَةِ فِيْهِ وَهِيَ الْاَيَّامُ الَّتِي اَقْسَمَ اللّٰهُ بِهَا فِي التَّنْزِيْلِ بِقَوْلِهٖ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ، وَلِهٰذَا سُنَّ الْاِكْثَارُمِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ فِيْهِ وَنِسْبَتُهَا اِلَى الْاَيَّامِ كَنِسْبَةِ مَوَاضِعِ النُّسُكِ اِلٰى سَائِرِ الْبُقَاعِ (فيض القدير حواله بالا)

”ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اُمّہاتُ العبادۃ (تمام عبادتوں کی

Iqra Ghufran

مائیں) جمع ہیں (یعنی حج، قربانی، عیدالاضحیٰ وغیرہ) اورانہی دنوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم کھائی ہے، چنانچہ فرمایا ''والفجر ولیال عشر'' اوراسی وجہ سے اس عشرہ میں کثرت سے لاء لہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمدللہ وغیرہ کاورد کرنا سنت ہے، اوراس عشرہ کی نسبت دوسرے دنوں کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے، جیسا کہ حج کے احکام اداہونے کے مقامات (بیت اللہ، سعی کی جگہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ) کی نسبت زمین کے دوسرے حصوں کے مقابلہ میں ہے''

پہلے عشرہ میں روزے رکھنا

مشہور محدث امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ریاض الصالحین میں یہ باب قائم فرمایا ہے: بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَیْرِہٖ فِی الْعَشْرِ الْاُوْلٰی مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ'' یعنی یہ باب ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں روزہ وغیرہ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

ترمذی اورابن ماجہ کی حدیث میں ہے:

''مَامِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ فِیْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ'' (بحوالہ کنزالعمال ج ۵)

''یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعتبار سے ذی الحجہ کا پہلاعشرہ محبوب ترین دنوں میں سے ہے، اس کے ہردن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے''

امام ترمذی نے اگرچہ اس حدیث کو غریب قراردیا ہے، لیکن اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

مَنْ صَامَ اَیَّامَ الْعَشْرِ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ یَوْمٍ سَنَۃً غَیْرَیَوْمِ عَرَفَۃَ فَاِنَّہٗ مَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَۃَ کُتِبَ لَہٗ صَوْمُ سَنَتَیْنِ (کنزالعمال ج ۸ بحوالہ ابن نجارعن جابر)

ترجمہ: ''جس نے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دنوں میں روزہ رکھا تواس کو ہرروزہ کے بدلہ میں ایک سال کے روزوں کے برابر ثواب دیا جائے گا، سوائے نوذی الحجہ کے روزہ کے، کہ اس

کا ثواب دو سال کے روزوں کے برابر عطا کیا جائے گا“

اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں روزے رکھنا مستحب ہے (عمدۃ الفقہ)

البتہ نو ذی الحجہ کے روزہ کی فضیلت کئی صریح اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور وہ اس عشرہ کے دوسرے دنوں کے روزے سے بھی زیادہ ہے۔

۹/ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ قَالَ "یُکَفِّرُ السَّنَۃَ الْمَاضِیَۃَ وَالْبَاقِیَۃَ" (مسلم فی الصیام واللفظ لہٗ مسنداحمد) وقد روی المنذری ھذا الحدیث من وجوہ فی الترغیب والترھیب ج ۲ ص۶۷تا۶۹۔

”حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ سے عرفہ (یعنی ۹ ذی الحجہ) کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس کے بارے میں آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا ”(۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا) ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے“

عرفہ کے دن روزے کی فضیلت اور بھی کئی احادیث و روایات میں آئی ہے، جن میں سے چند روایات بطورِ نمونہ ملاحظہ ہوں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

عَدْلُ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ بِسَنَتَیْنِ سَنَۃً مُقْبِلَۃً وَسَنَۃً مُتَأَخِّرَۃً (رواہ دارقطنی، کنزالعمال ج ۵ ص ۶۷ رقم حدیث ۱۲۰۸۵ عن ابن عمر قال السیوطی فی الجامع الصغیر ج ۴ تحت رقم حدیث ۵۴۰۷ صحیح)

”یعنی نو ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر ہے، ایک سال آئندہ کے اور ایک سال گزشتہ کے“

صَوْمُ یَوْمِ عَرَفَۃَ یُکَفِّرُ سَنَتَیْنِ مَاضِیَۃً وَمُسْتَقْبِلَۃً وَصَوْمُ عَاشُوْرَآءَ یُکَفِّرُ سَنَۃً مَاضِیَۃً (رواہ مسنداحمد، مسلم، ابوداؤد عن ابی قتادۃ، کنزالعمال ج ۵ ص ۶۷ رقم حدیث ۱۲۰۸۱)

”نو ذی الحجہ کا روزہ دو سال (کے صغیرہ گناہوں کی معافی) کا کفارہ بن جاتا ہے، ایک سال

گذشتہ کے اور ایک سال آئندہ کے، اور عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ ایک سال گذشتہ (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے''

صَوْمُ یَوْمِ عَرَفَةَ کَفَّارَةُ السَّنَةِ الْمَاضِیَةِ وَالْمُسْتَقْبِلَةِ (رواہ طبرانی فی الاوسط عن ابی سعید کنزالعمال ج ۵ ص ۶۷رقم حدیث ۱۲۰۸۲)

ترجمہ: ''نو ذی الحجہ کا روزہ گذشتہ اور آئندہ سال (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہے''

مَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَةَ کَانَ لَهُ کَفَّارَةُ سَنَتَیْنِ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود، کنزالعمال ج ۵ ص ۵۷رقم حدیث ۱۲۱۱۲)

ترجمہ: ''جس نے نو ذی الحجہ کا روزہ رکھا تو یہ اس کے دو سال (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہو جائے گا''

لہٰذا ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں جتنے بھی ہو سکیں روزے رکھ کر اور خصوصیت واہمیت کے ساتھ نو ذی الحجہ کا روزہ رکھ کر عظیم فضائل حاصل کرنا چاہئیں۔

پہلے عشرہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنا

قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے ناخن نہ کاٹے اور سر، بغل اور ناف کے نیچے، بلکہ بدن کے کسی حصہ کے بال بھی نہ کاٹے چنانچہ حدیث میں ہے:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَارَاَیْتُمْ ھِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَاَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِکْ عَنْ شَعْرِہٖ وَاَظْفَارِہٖ (مسلم فی الاضاحی واللفظ لهٗ، ترمذی، نسائی، ابوداوٗد، ابن ماجه، دارمی فی الاضاحی واحمد)

﴿ترجمہ﴾ ام المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے (یعنی ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے) اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ جسم کے کسی حصہ کے بال اور ناخن نہ کاٹے'' (مسلم ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد)

لیکن یاد رہے کہ یہ حکم مستحب درجہ کا ہے ضروری درجہ کا نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص قربانی سے پہلے بال یا ناخن

کٹالے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اس سے قربانی میں کوئی خلل نہیں آتا البتہ قربانی سے پہلے اگر چالیس روز گذر گئے ہوں تو پھر ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے اور بغل کے بالوں کی صفائی ضروری ہے، یاد رہے کہ کم از کم ایک مٹھی کی مقدار داڑھی رکھنا ہمیشہ واجب ہے اور اس سے کم کرنا یا مونڈنا باتفاقِ امت جائز نہیں۔

✪......نو ذی الحجہ کی فجر سے لے کر تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مرد، عورت، مقیم ومسافر، حاجی وغیر حاجی، تنہا اور جماعت سے نماز پڑھنے والے ہر ایک پر ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے اور مسبوق ولاحق مقتدی پر بھی بقیہ نماز سے فراغت پر یہ تکبیر کہنا واجب ہے، اور تکبیر تشریق یہ ہے: ’’اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ‘‘

کیا منٰی مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہو چکا ہے؟

بنیادی طور پر ابتداء میں تو منٰی اور مکہ کی حدود الگ الگ تھیں، اور مکہ مکرمہ کی آبادی منٰی کی حدود سے فاصلہ پر تھی، اس لئے منٰی مکہ مکرمہ کی شہری آبادی سے الگ مقام شمار ہوتا تھا، اور آٹھ ذی الحجہ (یعنی منٰی جانے) سے پہلے اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں شرعاً مقیم نہ ہوا ہوتا تھا بلکہ مسافر ہوتا تھا تو وہ منٰی، عرفات اور مزدلفہ میں بھی شرعاً مقیم شمار نہیں کیا جاتا تھا بلکہ مسافر سمجھا جاتا تھا۔

اور اب بعض حضرات کے بقول مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے منٰی اور مزدلفہ کے میدان تک چلی گئی ہے اور وہاں کے قانون اور بلدیہ میں منٰی اور مزدلفہ کی حدود کو مکہ مکرمہ کی حدود میں شامل کرلیا گیا ہے، اگر واقعہ یہی ہے تو مسافر ومقیم ہونے کا مسئلہ بھی پہلے سے مختلف ہو جائے گا، چنانچہ اگر کسی شخص کے منٰی جانے سے پہلے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن مکمل نہ ہو رہے ہوں لیکن حج کے پانچ دنوں (آٹھ ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ تک) کو ملا کر یا حج سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ واپس آ کر قیام کرنے کا عرصہ ملا کر پندرہ دن مکمل ہو رہے ہیں تو ایسا شخص منٰی، مزدلفہ اور عرفات میں مقیم شمار کیا جائے گا اور اس پر مقیموں والے احکام لاگو ہوں گے (اس وقت ہندوستان، پاکستان اور عرب کے بہت سے حضرات کی یہی رائے اور فتویٰ ہے) (م۔ر۔ن)

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولوی سعید افضل / مولوی طارق محمود

ماہِ ذیقعدہ: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

□......**ماہِ ذیقعدہ ۲ھ** : میں سریہ سعد بن ابی وقاص پیش آیا، غزوۂ بدر کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں بیس یا اکیس مہاجرین صحابہ کو ''خرار مقام'' کی طرف بھیجا گیا، انہیں قریش کے قافلے سے مقابلہ کرنا تھا لیکن وہ قافلہ بچ کر نکل گیا (سیرت ابن ہشام ج ۳ میں مہاجرین کی تعداد آٹھ لکھی ہے) (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۸۷، غزوات النبی ﷺ ۴۴۰، البدایہ والنہایہ ج ۳، فصل عقدہ علیہ السلام لسعد ابن ابی وقاص الی الخرار لواء ابیض)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴ھ** : میں حضور ﷺ نے ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد امہات المؤمنین میں سے سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا ہی کا انتقال ہوا، سیرت شامی کے مطابق ان کی رخصتی کے دن حجاب کا حکم نازل ہوا (البدایہ والنہایہ ج ۴ تزویجہ بزینب بنت جحش ونزول الحجاب صبیحۃ عرس زینب میں نکاح کا سن ۵ھ لکھا ہے) (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۹۷)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۵ھ** : میں غزوۂ خندق کے بعد غزوۂ بنی قریظہ پیش آیا، آپ ﷺ نے غزوۂ خندق سے فارغ ہوکر ابھی ہتھیار اتارے ہی تھے اور ظہر کی نماز پڑھی کہ جبریل علیہ السلام پہنچے اور عرض کیا کہ آپ نے اپنے ہتھیار اتار دیئے، اللہ کی قسم! ہم نے تو ابھی تک نہیں اتارے، ہمیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنو قریظہ سے قتال کا حکم ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھیں گے، آپ ﷺ ۳۰۰۰ صحابۂ کرام کی معیت میں مدینہ سے چلے، حضور ﷺ نے بنو قریظہ کا ۲۵ دن تک محاصرہ کئے رکھا، آخر کار انہوں نے تنگ آکر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا فیصل مقرر کیا، انہوں نے ان کا فیصلہ سنایا، کہ ان کے لڑاکا مردوں کو قتل کر دیا جائے اور باقی سب کو قید کر لیا جائے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۷۷، البدایہ والنہایہ ج ۴ فصل فی غزوۃ بنی قریظہ، سیرت ابن ہشام ج ۴ غزوۃ بنی قریظہ فی سنۃ خمس)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۶ھ** : میں عمرۂ حدیبیہ اور صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، اس سفر میں حضور ﷺ محض عمرہ کی نیت سے مدینہ سے نکلے تھے، لیکن کفار جنگی تیاریوں کے ساتھ مکہ سے نکل آئے، کفار سے

مذاکرات کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو کہ قاصد بن کر گئے تھے مکہ میں روک لیا گیا، اس کی وجہ سے حضور ﷺ نے مسلمانوں سے درخت کے نیچے ''بیعتِ رضوان'' لی، کفار نے ڈر کی وجہ سے مسلمانوں سے صلح کی پیش کش کی، حضور ﷺ نے ان کی پیش کش کو قبول کیا، صلح کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے حق میں سخت معلوم ہوتی تھیں، لیکن یہی شرائط بعد میں فتح مکہ کا سبب ہوئی، آئندہ سال عمرہ کی قضاء کے لئے حضور ﷺ نے ذیقعدہ ہی میں سفر فرمایا (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۲۱۴، سیرت ابن ہشام ج ۱۴ امر الحدیبیۃ فی آخر سنۃ ست وذکر بیعۃ الرضوان الخ، البدایہ والنہایہ ج ۴ غزوۃ الحدیبیۃ)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۷ھ** : میں آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، حضور ﷺ نے سب سے آخری نکاح آپ سے ''سرف مقام'' میں نکاح فرمایا ''سرف'' کے مقام پر آپ کا نکاح ہوا اور ایک طویل مدت بعد ۶۳ھ میں اسی جگہ آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور یہی جگہ آپ کا مدفن بنی (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۲۳۲، البدایہ والنہایہ ج ۴ قصۃ تزویجہ علیہ السلام بمیمونۃ)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۸ھ** : میں حضور ﷺ نے ''جعرانہ'' کے مقام سے عمرہ فرمایا، رات کو آپ ﷺ مکہ گئے، طواف اور سعی کر کے عمرہ ادا کیا اور راتوں رات ''جعرانہ'' واپس تشریف لے آئے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۲۸۴، البدایہ والنہایہ ج ۴ عمرۃ الجعرانہ فی ذی القعدہ)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۸ھ** : میں غزوۂ حنین ہوا، فتح مکہ سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ غزوہ حنین کے لئے نکلے (تقویم تاریخی ص ۲) اور عتاب بن اسید کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا، اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار اور بقول بعض چودہ ہزار تھی، اس غزوہ میں شروع میں تو کافروں کو شکست ہوئی، لیکن بعض مسلمانوں کی طرف سے تعداد کی کثرت پر فخر کرنے کی وجہ سے مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی، یکایک کافروں نے مسلمانوں پر پلٹ کر اس شدت سے حملہ کیا، کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمان واپس مدینہ کی طرف بھاگنے لگے حضور ﷺ کے ساتھ تھوڑے سے مسلمان رہ گئے تھے، حضور ﷺ کی آواز پر مسلمان واپس ہوئے، اور کافروں سے مقابلہ کیا، آپ ﷺ نے ایک مٹھی ریت اٹھا کر کافروں کی جانب پھینکی اور فرمایا ''رب کعبہ کی قسم کافروں کو شکست ہوئی'' یہ ایک مٹھی تمام کافروں کی آنکھوں میں پہنچی، کفار پر ایسا رعب طاری ہوا گویا پتھر درخت وغیرہ ہر چیز ان کے تعاقب میں ہے، اس غزوہ میں چار صحابہ شہید ہوئے اور کافر تین سو کی تعداد میں مارے گئے (البدایہ والنہایہ ج ۴ ''غزوہ ہوازن

یوم حنین''، میں شوال ۸ ھ لکھا ہے) (عہد نبوت کے ماہ و سال ص ۲۷۶)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۹ھ** : میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول ۲۰ دن بیمار رہ کر مرا، اس کے مرض کا آغاز شوال کے آخر ہی میں ہو گیا تھا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ''وَلَاتُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَاتَ اَبَدًا وَّلَاتَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ'' (التوبہ) یعنی ان منافقوں میں سے کوئی مرے تو آپ کبھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں، نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں'' یہ آیت ان پندرہ مواقع میں سے ہے جن میں وحی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوئی (عہد نبوت کے ماہ و سال ص ۲۹۶، البدایہ والنہایہ ج ۵ موت عبداللہ بن ابی قبحہ اللہ)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۱۶ھ** : میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، مقوقس بادشاہ نے حضور ﷺ کو جو ہدایا بھیجے تھے ان میں ایک باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ان سے حضور ﷺ کے ایک بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے، جو کم عمری ہی میں فوت ہو گئے تھے (بعض حضرات نے ان کا سن وفات ۱۵ھ بھی لکھا ہے) (البدایہ والنہایہ ج ۵ فصل فی ذکر سراریہ علیہ السلام)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۱ھ** : میں صحابیٔ رسول حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، اسلام قبول کرنے والوں میں آپ پانچویں نمبر پر ہیں، آپ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کو ہی معبود سمجھتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے، آپ کا تعلق بنی غفار سے تھا، بدر، احد، خندق وغیرہ کے غزوات کے بعد مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، ہجرت کے بعد آپ کا محبوب مشغلہ حضور ﷺ کی خدمت تھا، فرماتے ہیں'' کہ میں سب سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت کرتا اور اس سے فراغت کے بعد مسجد میں آرام کرتا'' آپ فطرتاً فقیر منش، زاہد اور تارکُ الدنیا تھے، اور اس کا ان پر بہت غلبہ بھی تھا، یہی وجہ ہے جب مسلمانوں پر خوشحالی اور نعمتوں کی فراوانی کا دور آیا اور مسلمان ان نعمتوں کو استعمال کرنے لگے، تو یہ اس کو پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کو حضور ﷺ کی زندگی کی طرح سادگی اور غربت پسند تھی، اس لئے یہ لوگوں پر بہت زیادہ روک ٹوک کرتے تھے کہ سادگی کو اختیار کیا جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی رہائش کا انتظام مدینہ منورہ سے باہر'' ربذہ'' مقام میں کر دیا تھا اور وہیں ان کا انتقال ہوا، حضور ﷺ نے ان کو ''مسیح الاسلام'' کا لقب عطا کیا تھا (سیر الصحابہ ج ۳ ص ۴۷، الاصابۃ ج ۷، باب الکنی، القسم الاول من ذکر لہ صحبۃ و بیان ذلک)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۷ ھ** : میں صحابیٔ رسول حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا چھٹا نمبر ہے، اس لئے آپ ''سادس الاسلام'' کہلاتے ہیں، آپ نے ایسے دور میں اسلام قبول کیا جب کفار مکہ نے ہر طرف سے مسلمانوں پر ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا تھا، کفار نے آپ پر بھی شدید ظلم وستم کیا، آپ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر ننگی پیٹھ لٹا کر سینے کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے خون سے وہ آگ بجھ جاتی تھی، ۷۲ سال کی عمر میں آپ نے کوفہ میں وفات پائی (سیر الصحابہ ج ۳ ص ۱۹۳، البدایہ والنہایہ ج ۷ ذکر من توفی فیہا من الاعیان)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۲ ھ** : میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں حارث بن مرہ عبدی نے مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ سابق سندھ (جو اس وقت پورا ایک ملک تھا) کے علاقے قیقان (قلات، بلوچستان) پر حملہ کیا (تقویم تاریخی ص ۱۰) لیکن اپنے تمام ساتھیوں سمیت شہید ہوگئے، آئندہ سال مسلمانوں نے دوبارہ حملہ کیا اور اور قیقان والوں کو شکست دی، بہت سے کافروں کو قیدی بنایا اور کافی مالِ غنیمت حاصل کیا، مسلمان یہ سب کچھ لے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دے کر واپس آئے تاکہ صحیح طریقہ سے اسلام نافذ کرسکیں، لیکن آتے ہی پھر مقابلہ ہوا، جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی (تاریخ سندھ ص ۳۴)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۵۷ ھ** : میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، آپ کا اصل نام عبد الرحمٰن یا عمیر تھا چونکہ بلیاں پالنے کا شوق رکھتے تھے، اس لئے حضور ﷺ نے ایک مرتبہ پیار سے ''ابو ہریرہ (بلیوں کا باپ)'' فرمایا، بعض حضرات کے بقول آپ اس وقت سے ابو ہریرہ کے نام سے مشہور ہوگئے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس فقر، تنگ دستی اور بھوک پیاس ہر حال میں رہا کرتے تھے، فرماتے تھے، یا رسول اللہ! آپ کی زیارت ہی میری روح کی تسکین اور راحت ہے، احادیث سنتے اور فوراً یاد کر لیتے، آپ سے کل ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں، حضور ﷺ نے ایک مرتبہ ان کو مالِ غنیمت میں سے حصہ دینا چاہا، تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری خواہش یہ ہے کہ آپ سے علم سیکھتا رہوں، مال میرے کس کام کا (صحابہ انسائیکلوپیڈیا ص ۸۷۰، الاصابۃ ج ۷، باب الکنی، حرف الھاء)

بسلسلہ : نبیوں کے سچے قصے مولانا محمد امجد

حضرت ھود علیہ السلام اور قومِ عاد (قسط۲)

قومِ عاد جب اپنی قوت وطاقت، شان وشوکت اور مادی فطرت وجبروت کے نشے میں پوری طرح مست ہوکر اپنے کفر وطغیان اور فساد وسرکشی سے دنیا کو ہلانے لگی تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق ان میں حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم کو اس کے کفر اور سرکشی کے سبب اس وقت تک ہلاک نہیں فرماتے جب تک ان کی ہدایت کے لئے نبی نہ بھیج دیں، جیسے کہ ارشاد ہے: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (ہم کسی قوم کو اس وقت تک (ان کے کفر ونافرمانی کے سبب) ہلاک نہیں کرتے جب تک (ان کی ہدایت کے لئے) رسول نہ بھیج دیں) اور وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے)۔

نبی روحانی معالج بن کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نور بصیرت سے قوم کے ملّی وجود میں پائے جانے والے امراض کی جڑوں کو پکڑتا ہے اور فساد کی بنیادوں کی نشاندہی کرتا ہے اور بگاڑ کے سرچشموں کو ٹٹولتا ہے، پھر قوم اور اس کے افراد کی زندگیوں میں پائی جانے والی ان خرابیوں کی اصلاح اور برائیوں کے علاج کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیتا ہے۔

قومِ عاد کی سیاسی، عسکری، زرعی، اقتصادی اور افرادی قہرمانیوں کا کسی قدر تذکرہ تو گزشتہ قسط میں ہوچکا ہے، یہاں اجمالاً اس قوم کے بگاڑ اور فساد کی بنیادی باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے ازالے اور اصلاح کے لئے حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے پورے زمانۂ نبوت میں تگ ودو جاری رکھی اور قوم کو سدھارنے اور ان کی دنیا وآخرت نکھارنے کا خواب دیکھا لیکن ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شد

نبی تو آخر دم تک ہر طرح سے کوشش وکاوش کرکے بارگاہ الٰہی میں سرخرو ٹھہرا مگر قوم اپنی بُری عادتوں اور خرابیوں کی بدولت عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناکام ونامراد ہوئی اور دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی ان کا مقدر بنی، اور رہتی دنیا تک بعد والوں کے لئے نمونۂ عبرت ٹھہری۔ ان کی خرابیوں کی وہ چند بنیادیں یہ تھیں۔

(۱)...... **کفر وشرک:** یعنی خدائے وحدہ لاشریک کا انکار اور معبودانِ باطلہ کی پرستش

(۲)......**قوت وطاقت پر غرور اور گھمنڈ:** جس کا اظہار متکبرانہ طریقے پر انہوں نے یوں کیا، ''مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً'' (سورہ حم سجدہ) (کون ہے ہم سے بڑھ کر قوت وطاقت والا؟)

گویا کہ ''سپر پاور'' اور ''ورلڈ آرڈر'' کا آج گونجنے والا نعرہ اور دعویٰ نیا نہیں بلکہ اللہ کے باغیوں وعادیوں اور عنادیوں کا پرانا نعرہ ہے اور قدیم خام خیالی ہے، آج کا نعرہ اس کی صدائے بازگشت ہے کچھ دیر گونجتی رہے گی ؎ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

(۳)......**ظلم وجور:** اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی بے پایاں قوت وطاقت کا عملی مظاہرہ اس قوم نے کمزور قوموں اور لوگوں پر جور وجبر اور ظلم وستم کی صورت میں کیا۔

کیونکہ جو قوم اخلاقی ضابطوں اور انسانی اقدار سے ناآشنا ہو اور انبیاء ورسل کی تعلیمات سے بیگانہ وبیزار ہو اس کو اگر قوت وطاقت حاصل ہو جائے تو وہ انسانیت کا جینا دوبھر کر دیتی ہے اور دنیا کے امن وچین کو تہس نہس کر دیتی ہے۔

(۴)......**دنیا کی زندگی اور اس کی رنگینیوں میں کلی انہاک:** قرآن مقدس میں عاد وثمود کے جو حالات بیان ہوئے ہیں وہ اس حقیقت کا نہایت مکمل نمونہ ہیں جو ہر مسلمان کے لئے عبرت وبصیرت کا مرقع اور ایمان واسلام پر تسلی واطمینان کا نسخہ تو ہیں ہی لیکن ساتھ ساتھ یہ واقعات وقصص تاریخ، فلسفہ، عمرانیات کے طالب علموں کے لئے ایک آئینہ بھی ہیں۔

ہاں ایک جامِ جہاں نما ہے، جامِ جم (جمشید) کی کہاوتوں میں تو معلوم نہیں حقیقت کا عنصر کتنا ہے، لیکن علیم وخبیر اور سمیع وبصیر پروردگارِ عالم نے قرآن میں یہ جو جام جم رکھے ہیں۔

چشم بینا اگر حاصل ہو اور آدمی فطرتِ سلیمہ کا حامل ہو تو اس آئینہ میں سارے زمان ومکان جلوہ آرا ہیں۔

؎ وہ حادثہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے وہ پہلے سے ہی میری چشم ادراک میں ہے۔

بہرحال یہ مذکورہ چند شقیں اس قوم پر عائد ہونے والی فردِ جرم کی بنیادی دفعات ہیں، قرآن مجید نے ان کے یہ جرائم مختلف پیرایوں میں جابجا بیان فرمائے ہیں، کہیں تو ہود علیہ السلام قوم کو دعوت دیتے ہوئے اور تبلیغ کرتے ہوئے ان کے جرائم کی نشاندہی کر کے اس روِش سے باز آنے کی تلقین فرماتے ہیں اور اس کے ردِّعمل میں قوم کی طرف سے ان کو دھمکیاں ملتی ہیں اور ان کو سخت سست کہا جاتا ہے، اور نرم گرم باتیں سننی پڑتی ہیں لیکن مجال کیا ہے کہ ہود علیہ السلام نے ان کی بدخوئی کا جواب بدخوئی سے، درشتی کا جواب درشتی سے،

سختی کا جواب سختی سے، تلخی کا جواب تلخی سے اور شرارت و مستی کا جواب جوش و جذبات سے دیا ہو۔
بلکہ یہاں تو پیغمبرانہ اخلاقِ کریمانہ اپنے جوبن اور عروج پر ہیں، قرآن مجید نے قومِ عاد کی جفاکشیوں کا سامنا کرنے والے جس ہود پیغمبر کا نقشہ کھینچا ہے وہ صبر و استقامت کا پیکر ہے، شرافت و مروّت کی تصویر ہے، برداشت و تحمل کا کوہِ گراں ہے، نصیحت و خیر خواہی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا ہے، بصیرت و فراست کا روشن چراغ ہے۔ قوم کے طوفانِ بے تمیز کے تھپیڑے، صبر و استقامت اور تحمل و برداشت کی اس چٹان سے ٹکریں مار مار کر اپنی راہ لیتی ہیں، اور کہیں اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید کے مخاطبین کو (جو قیامت تک کی انسانی نسلیں ہیں) اس قوم کے بُرے اطوار کی خبر دے کر اس کی پاداش میں ان پر اپنا عذاب نازل فرمانے کا ذکر فرماتے ہیں اور ان کو عبرت پکڑنے کی دعوت دیتے ہیں اور عام طور پر قرآن مجید میں ان گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرنے سے پچھلوں کو عبرت دلانا ہی مقصود ہوتا ہے۔
اب ذرا آپ اس عبرت انگیز و نصیحت آموز واقعہ کے چند اجزاء اور قوم عاد کے اپنے نبی کے ساتھ ہونے والے مکالمہ کا ایک خاکہ خود قرآن ہی کی زبانی سنئے، اور قرآن ہی کے الفاظ میں سماعت فرما کر اپنے ایمان کو تازگی و جلا بخشیں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے جہاں اصلاح کی ضرورت ہو اصلاح فرمالیں۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ (احقاف آیة ۲۱)

ترجمہ: عاد کے قومی بھائی (حضرت ہود) کو یاد کرو جب اس نے مقام احقاف (قوم عاد کے مرکزی مقام) میں اپنی قوم کو ڈرایا۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (اعراف آیة ۶۵)

ترجمہ: قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے (قومی) بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی دوسرا معبود نہیں، کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟ (کہ کفر و شرک کی وجہ سے تمہیں عذاب دے گا)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ (اعراف آیة ۶۶تا۶۸)

Idara Ghufran

ترجمہ: قوم کے سردار اور رئیس جو کافر تھے بولے، اے ہود! ہم تجھے حماقت اور بیوقوفی میں مبتلا پاتے ہیں اور تجھے جھوٹ بولنے والوں میں خیال کرتے ہیں، ھود نے کہا: اے میری قوم! مجھ میں حماقت نہیں میں تو پروردگارِ عالم کا رسول ہوں، اپنے پروردگار کا پیغام تم تک پہنچاتا ہوں اور میں درحقیقت تمہارا مخلص خیر خواہ ہوں۔

اللہ اکبر! کتنے نامناسب اور گستاخانہ طرزِ عمل کے جواب میں کتنی سچی کھری اور بڑی بات کتنے ٹھنڈے میٹھے اور پیارے انداز میں سمجھانا چاہی، ذرا بھی عقل اور انصاف ہوتا تو ان اخلاقِ کریمانہ سے دل موم ہو جانا چاہئے تھا۔

چلو ان کا دل موم نہیں ہوا ان کو ان کی شقاوت و بدبختی لے ڈوبی لیکن ہم قرآن کے مخاطبین کے لئے ہمارے کریم رب نے عرش کے اوپر سے ہزاروں سال پہلے کا یہ واقعہ جو سنایا ہے تو کسی مقصد کے تحت سنایا ہے۔ کیا اس میں ہمارے لئے یہ سبق نہیں کہ ہم اپنے زمانہ کے اللہ والوں کو پہچانیں جو اللہ کے دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں، اللہ کے دین کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، کیونکہ اللہ والوں سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا، پھر ہم دیکھیں ان کے ساتھ ہمارا کیا طرزِ عمل ہے، اگر ان سے ہمارا سابقہ دین کے حوالے سے پڑتا ہے تب تو ہم اپنے طرزِ عمل کو دیکھیں کہ کہیں قوم عاد کی کہانی تو ہم نہیں دھرا رہے، اور اگر ان سے ہمارا واسطہ اور سابقہ نہیں پڑتا تب تو اور زیادہ فکر کی ضرورت ہے کیونکہ دین ہم سب کی ضرورت ہے اور دین دین والوں سے ہی ملتا ہے، اہلِ حق سے ملتا ہے، ان سے رابطہ رکھا جائے، ان کے علم اور فیض سے مستفید ہوا جائے، ہاں آج باطل پرست یہ بھی سازش بڑی اونچی سطح پر کر رہے ہیں کہ امت علمائے حق سے، پورے دین کا مشن لے کر چلنے والوں سے، صورت وسیرت، وضع قطع اخلاق وعادات ہر چیز میں نبی علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے والوں سے کٹ جائے، نام نہاد جدت پسند علم فروشوں اور ملمع سازوں کے ہتھے چڑھ جائے جن کی صورت وسیرت میں، جن کی وضع قطع میں، جن کی چال ڈھال میں کہیں دور دور تک بھی ہدایت کی روشنی نظر نہیں آتی، جن کے نزدیک دینِ اسلام پوری زندگی اور زندگی کے ہر مرحلے کو حاوی نظام زندگی ودستورِ حیات نہیں بلکہ ایک ذہنی ودماغی فلسفہ ہے، جس طرح کہ افلاطون کا فلسفہ تھا، اور مشرق ومغرب کے دیگر فلاسفہ کا فلسفہ ہے۔

دینِ خالص کے متعلق یہ تحریف وتلبیس اور اہلِ حق سے امت کو کاٹنے کی اس سازش میں میڈیا آج ہراول

دستے کا کردار ادا کررہا ہے، بدقسمتی سے ہم مسلمان کبوتر کی طرح انجام سے آنکھیں بند کرکے خود بخود شاداں وفرحاں اس سنہرے جال میں گھس رہے ہیں اور وہ پرانے شکاری جو یہ نیا جال پینترے بدل بدل کر ہم پر پھیلا رہے ہیں ان کی روشن دماغی اور مادی ترقی کے گن گا رہے ہیں، مسلمان کے لئے یہ روش انتہائی خطرناک ہے اور اپنی
آنے والی نسلوں کو دین اسلام سے مکمل طور پر محروم کرنے کا غیر شعوری (یا شعوری) اقدام ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بصیرت اور فراستِ ایمانی عطا فرمائے۔

منقار سے کس رہے ہیں حلقہ جال کا — طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا
دنیا کو ہے پھر معرکہ روح وبدن پیش — تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
دین ہاتھ سے چھوڑ کر اگر آزاد ہو ملت — ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارا
اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب پہ نہ کر — خاص ہے طریق میں قوم رسول ہاشمی

(جاری ہے......)

دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کا عمل

اگر کسی شخص کو دشمن کا سامنا ہو اور اس سے حفاظت اور اس پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ ایسے وقت درج ذیل آیت کا وِرد کرے، وہ آیت یہ ہے، رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۰)(بیاض الاولیاء ص ۱۰۴ بتغیر)

بسلسلہ: صحابہ کے سچے قصے انیس احمد حنیف

صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

۶ شوال ۳ ھجری غالباً اتوار یا جمعہ کا مبارک دن ہے...... دو مقدس اور بزرگ ہستیاں ایک دوسرے کے ساتھ مصروفِ دعا ہیں...... ایک صاحب جن کا قد بلند و بالا اور جسم فربہ ہے موٹی موٹی مضبوط انگلیوں والے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے......اے اللہ! کل جو دشمن میرے مقابلہ میں آئے وہ نہایت بہادر اور غضبناک ہوتا، کہ میں آپ کی راہ میں اس کو قتل کروں...... دوسرے صاحب نے کہا......آمین...... پھر دوسرے صاحب جن کا قد درمیانہ، بال گھنے اور عمر تقریباً چالیس سال سے کچھ زیادہ ہے، دعا کرنے لگے......اے اللہ میرے مقابلے میں کل ایک ایسا شخص آئے جو نہایت بہادر ہو اور غصے میں تیز ہو پھر میں آپ کی راہ میں اس سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کر دے...... پھر میری ناک اور کان کاٹ ڈالے...... پھر اے اللہ جب میں آپ سے ملوں اور آپ مجھ سے پوچھیں کہ اے عبداللہ! یہ تیرے کان ناک کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں کہ اے اللہ آپ کے لئے اور آپ کے رسول ﷺ کے لئے......

پہلے دعا کرنے والے صاحب چھٹے ساتویں نمبر پر صحابی کا رتبہ پانے والے اور رسول اللہ ﷺ کے رشتہ کے ماموں اور فاتحِ ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جبکہ بعد میں دعا کرنے والے صاحب وہ بدری صحابی ہیں جنہیں صحابۂ کرام میں سب سے پہلے امیر المومنین کہہ کر پکارا گیا جن کی امارت میں سب سے پہلے مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا یعنی رسول اللہ ﷺ کے سگے پھوپھی زاد اور اُمُّ المؤمنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے دارِ ارقم میں تشریف فرما ہونے سے پہلے ہی اسلام قبول فرما لیا تھا آپ ہجرتِ حبشہ میں بھی شریک تھے اور ہجرتِ مدینہ میں بھی، ہجرتِ مدینہ کے وقت تو وہ اپنے تمام خاندان کو مکہ مکرمہ سے لے گئے اور کوئی ایک فرد بھی وہاں نہ چھوڑا.......آپ نے جب مدینہ ہجرت کی تو آپ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر مہمان بنے، انہی کو نبی اکرم ﷺ نے ان کا انصاری بھائی قرار دیا۔ یہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی بدری صحابی ہیں جن کی شہادت کے بعد ان کی دعا کی قبولیت کے طور پر ان کے جسدِ اطہر کو اللہ تعالیٰ نے کفار کی دسترس سے بچانے

کے لئے شہد کی مکھیوں کا ایک لشکر بھیجا جنہوں نے ان کی لاش تک کفار کی رسائی کو روکے رکھا یہاں تک کہ رات کو بارش کا ریلہ اُن کی لاش کو جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا وہاں بہا کر لے گیا۔

ہجرت کے سترھویں مہینے رجب کے شروع میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سریے کا امیر بنا کر نخلہ کی طرف بھیجا......ان کے ساتھ بارہ مہاجرین کی ایک جماعت تھی آپ رضی اللہ عنہ کو ایک کاغذ لکھ کر عنایت کرتے ہوئے فرمایا ''دو منزل کی راہ طے کر کے اس کاغذ کو دیکھنا اور اس میں لکھی ہدایات پر عمل کرنا'' ......پس آپ نے ایسا ہی کیا جب رقعہ کھول کر دیکھا تو اس میں لکھا تھا......جب تم میرا یہ کاغذ دیکھو تو سیدھے مقامِ نخلہ میں جو طائف اور مکہ کے درمیان ہے جا پہنچنا اور وہاں قریش کے قافلہ کا انتظار کرنا اور ہم کو اس کی خبر دینا......آپ نے جب یہ حکم پڑھا تو عرض کیا کہ میں ہر طرح کے حکم کا مطیع ہوں اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا......صاحبو میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو پورا کر کے رہوں گا تم میں سے جو شہادت کا آرزومند ہو ساتھ چلے اور جو واپس جانا پسند کرے وہ لوٹ جائے میں کسی کو مجبور نہیں کرتا......لیکن سبھی نے ساتھ رہنے کو پسند کیا اور یوں یہ قافلہ مقامِ نخلہ میں جا پہنچا جہاں قریش کے سوداگروں کا ایک قافلہ ان کے پاس سے گزرا جس میں کشمش اور چمڑا وغیرہ مالِ تجارت کثرت سے تھا حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے جنہوں نے سر منڈوا رکھا تھا وہ کفار کے سامنے ایک ٹیلہ پر چڑھے تو کفار انہیں دیکھ کر مطمئن ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ کچھ ڈرنے کی بات نہیں ہے......ادھر مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آج رجب کا آخری دن ہے اگر ان سے لڑتے ہیں تو یہ مہینہ حرمت والا ہے اور اگر انتظار کرتے ہیں تو راتوں رات یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر ہمارے ہاتھ نہیں آئیں گے......آخر قتال ہی کا فیصلہ کر لیا گیا اور ایک صحابی نے ایسا تیر مارا جو ایک کافر عمرو بن حضرمی کے لگا جس سے وہ جہنم رسید ہو گیا، تاریخ میں یہ پہلا کافر ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا ......دو کفار عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا گیا یہ دونوں زمانہ اسلام کے پہلے کافر قیدی تھے، جو مسلمانوں کے ہاتھ لگے......یوں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان قیدیوں اور مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے ......اور مالِ غنیمت کا خُمس (پانچواں حصہ) نکال کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور باقی مال برابر برابر اپنے مجاہد ساتھیوں میں تقسیم کر لیا (تاریخِ اسلام میں یہ پہلا خُمس تھا جو مالِ غنیمت میں سے نکالا گیا) ......اسی واقعہ پر کفار کے اعتراض کے جواب میں قرآنِ کریم کی

وہ آیات نازل ہوئیں جن میں حرمت والے مہینہ میں قتال کرنے سے بڑا گناہ اسے قرار دیا گیا کہ لوگوں کو مسلمان ہونے اور مسجدِ حرام میں جانے سے روکا جائے ...... پھر مالِ غنیمت کی تقسیم کا طریقہ بھی اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ اسی کو قرآن کریم کا اصول بنا کر ہمیشہ کے لئے جاری فرما دیا گیا۔

غزوہ بدر میں آپ نے حضرت خالد بن ولید کے بھائی ولید بن ولید بن مغیرہ کو گرفتار کیا ...... جس روز رسول اللہ ﷺ اُحد کی طرف روانہ ہوئے تو صبح کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بھُنی ہوئی دستی لائیں جسے رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا پھر نبیذ لائیں جسے آپ ﷺ نے نوش فرمایا پھر اُسے ایک صحابی نے لے لیا اور اُس میں سے پیا پھر اُسے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا اور وہ اسے پی گئے تو اُن سے ایک صحابی نے کہا کہ کچھ پانی مجھے بھی دیجئے کیا آپ کو معلوم ہے کہ کل صبح آپ کہاں ہوں گے تو آپ نے جواب دیا ...... ہاں ...... مجھے اللہ سے اس حالت میں ملنا کہ سیراب ہوں اس سے زیادہ محبوب ہے کہ پیاسا ملوں ...... اے اللہ ...... میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں ...... مجھے مثلہ کیا جائے ...... اور اے اللہ پھر آپ فرمائیں کہ کس کے لئے تیرے ساتھ ایسا کیا گیا ...... تو میں کہوں کہ آپ کے لئے ...... اور آپ کے رسول ﷺ کے لئے ......

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احد میں شہید ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن ہونے کا اعزاز حاصل ہے ؎

زہے نصیب محبت قبول ہے جن کی

بسلسلہ : اصلاحِ معاملہ

ابوعفان

ناپ تول میں کمی کا وبال

آج کل ناپ تول میں کمی عام ہے، اور یہ گناہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ اب بہت کم معاملات کرنے والے اس سے بچے ہوئے ہیں، کم ناپنے اور کم تولنے کے مختلف طریقے اور حربے چل پڑے ہیں، بعض لوگ ترازو میں گڑبڑ کر دیتے ہیں، ایک پلڑا ترازو کا کسی بھی طرح سے بھاری کر لیتے ہیں اور دوسرا ہلکا، جس کی وجہ سے تولتے وقت مقدار پوری ہونے سے پہلے ترازو پورا وزن بتلانا شروع کر دیتی ہے، بعض لوگ تولنے والے باٹوں کا وزن کسی طرح سے ہلکا کر دیتے ہیں تاکہ مقررہ ومطلوبہ مقدار سے کم چیز دوسروں کو دی جاسکے، بعض لوگ ایسی حرکت تو نہیں کرتے لیکن تولتے وقت ہاتھ یا انگلی وغیرہ کے اشارے سے ترازو کے ایک پلڑے کو چیز کی مطلوبہ مقدار پوری ہونے سے پہلے ہی جھکا دیتے ہیں، یا پلڑے میں چیز زور سے پھینکتے اور ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے وہ پلڑا نیچے کی طرف جھک جاتا ہے اور پھر فوراً ہی ترازو سے چیز نکال کر دوسرے کو فراہم کر دیتے ہیں۔

ناپنے والے بھی کم مقدار کے جعلی پیمانے استعمال کرتے ہیں، پیمانے میں نیچے کی طرف سے سوراخ کر لیتے ہیں اور وہ چیز نیچے کی طرف سے نکلتی رہتی ہے، یا ناپنے کے بعد پیمانے کو ٹیڑھا کر دیتے ہیں اور مطلوبہ چیز کا جو حصہ اپنی طرف گر جاتا ہے اسے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔

گیس، پٹرول اور ڈیزل فروخت کرنے والے اپنے میٹروں کی رفتار بڑھا لیتے ہیں، اسی طرح دوسرے بعض سرکاری (مثلاً واپڈا، سوئی گیس، واٹر سپلائی) یا غیر سرکاری ادارے مختلف قسم کے میٹروں کی رفتار اندر سے تیز کر دیتے ہیں، جو چیز کے استعمال کی اصلی مقدار سے زیادہ ظاہر کرتے ہیں، اور اس طرح کم چیز فراہم کر کے دوسروں سے پوری قیمت یا اجرت وصول کر لی جاتی ہے، یہ تمام طریقے اور اس سے ملتے جلتے دوسرے طریقے کم ناپنے اور کم تولنے میں داخل وشامل ہیں، جس کا وبال اور عذاب دنیا وآخرت کے اعتبار سے بڑا سخت ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے یہ مضمون روایت کیا ہے کہ:

''پانچ چیزیں پانچ چیزوں کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں (۱) عہد ومعاہدہ میں کمی وکوتاہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دشمنوں کو مسلط فرما دیتے ہیں (۲) اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرنے کی

وجہ سے فقر وفاقہ اور غربت ونا داری پھیل جاتی ہے (۳) بے حیائی کے عام ہونے کی وجہ سے کثرت سے موتیں واقع ہوتی ہیں (۴) ناپ تول میں کمی کی وجہ سے زمین کی پیداوار روک لی جاتی ہے اور قحط کا وبال آتا ہے (۵) زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے بارانِ رحمت (رحمت کی بارش) بند کر دی جاتی ہے (تفسیر مظہری بحوالہ حاکم)

آج مسلمان ان پانچ چیزوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے پانچ طرح کے وبالوں اور عذابوں میں گرفتار ہیں، چنانچہ عہد شکنی اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے فقر وفاقہ اور غربت ونا داری کا دور دورہ ہے، بے حیائی کے سیلاب کی وجہ سے ہر طرف قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے، ناپ تول میں کمی کی وجہ سے زمین کی پیداوار میں سخت کمی واقع ہے، اور پیداوار تاخیر سے حاصل ہو رہی ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کی وجہ سے بارش و پانی کی شدید قلت کا بحران مسلط ہے۔

ناپ وتول میں کمی کی ضرورت اس لئے سمجھی جاتی ہے تاکہ مال ودولت میں اضافہ ہو، حالانکہ اس کی وجہ سے مال ودولت میں باطنی کمی واقع ہوتی ہے اور بے برکتی کی نحوست آتی ہے،

ناپ تول میں کمی کی وجہ سے آخرت کے عذاب کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

''وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (سورہ مطففین آیت ۱) یعنی بڑی خرابی (اور ہلاکت) ہے ناپ تول (اور حق کی ادائیگی) میں کمی کرنے والوں کے لئے''

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ناپ تول اور حق کی ادائیگی میں کمی کے گناہ اور وبال سے محفوظ فرمائیں، اور دنیا وآخرت کے عذاب سے حفاظت فرمائیں۔

بسلسلہ: سہل اور قیمتی نیکیاں حافظ محمد ناصر

دوسروں کے لئے دُعا کرنے کی فضیلت

جس طرح اپنی ذات کے لئے دُعا کی جاتی ہے، اسی طرح اپنے بھائیوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں اور عام مسلمانوں کے لئے بھی دعا کرنی چاہیے، اس سے دعا کرنیوالے اور جس کے لئے دعا کی جائے دونوں کو فائدہ ہوتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ''جو مسلمان بندہ اپنے کسی بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتے اس دعا کرنے والے کے لئے یہ دعا کرتے ہیں کہ ''تم کو بھی ویسی ہی بھلائی ملے'' (صحیح مسلم) لہٰذا دوسروں کے لئے دعا کرنے سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ جس کے لئے دعا کی گئی اسے بھلائی حاصل ہوئی، دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ خود دعا کرنے والے کے لئے فرشتوں نے بھی وہی دعا کی جو اس نے دوسرے کے لئے کی تھی۔

اِس حدیث شریف سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ اپنے لئے فرشتوں کی دعا حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے بھائی، دوست، عزیز یا کسی بھی مسلمان کے لئے اسی چیز کی دعا کرے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے تاکہ فرشتے بھی اس کے لئے وہی دعا کریں اور دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ دوسروں کے لئے اچھی اور بھلائی والی دعا کرنی چاہیے، بغیر شرعی وجہ کے دوسروں کے لئے بددعا کرنے سے خطرہ ہے کہ کہیں فرشتے بھی اس کے لئے بددعا کر دیں۔ اور یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ بددعا کا مطلب ہے ''بُری دعا''، اگر کوئی بلاوجہ دوسروں کے لئے بددعا کرے تو وہ قبول نہیں ہوتی بلکہ ممکن ہے کہ ایسی بددعا کرنے والا خود ہی اپنی بددعا کا شکار ہو جائے، اور اگر کوئی بغیر شرعی وجہ کے یا شریعت کے خلاف نہ چلنے پر بددعا دے تو ایسی بددعا سے ڈرنا بھی نہیں چاہیے، البتہ مظلوم کی بددعا سے ڈرنا چاہیے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے'' (بخاری و مسلم) اس حدیث پر عمل کرنے کے جیسے اور طریقے ہوسکتے ہیں، ایک یہ بھی ہے کہ مومن بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسی چیز کی دعا کرے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے، یہ عمل اس دعا کرنے والے کے ایمان کے مکمل ہونے اور فرشتوں کی دعا کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اس کے علاوہ دوسروں کے لئے خیر اور بھلائی کی دعا کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی

ہے کہ اس سے معاشرے میں اتحاد، اتفاق اور امن پیدا ہوگا، دوسروں کے لئے دل میں محبت پیدا ہوگی، اور باہمی نفرتیں، حسد اور دشمنیاں ختم ہوں گی۔ بھائیوں، دوستوں یا رشتہ داروں میں جو بعض اوقات معمولی باتوں کی وجہ سے دُوریاں پیدا ہوجاتی ہیں، وہ ایک دوسرے کو دعائیں دینے کی برکت سے ختم ہوں گی، لیکن شرط یہ ہے کہ اخلاص اور دل سے دعا دی جائے، محض رسمی طور پر دعا دینا کہ دل میں دوسرے کے لئے بھلائی کا وہ جذبہ ہی نہ ہو ایسی دعا کے مردود ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

اگر کسی مسلمان بھائی کو دین یا دنیا میں ترقی کرتا ہوا دیکھ کر اپنے دل میں اس کے خلاف حسد اور نفرت پیدا ہوتی ہوئی محسوس ہو تب بھی اس مسلمان بھائی کے لئے مزید ترقی کی دعا کرنی چاہئے، اس طرح وہ نفرت ختم ہوگی اور اب فرشتے وہی دعا اس بندے کے لئے کریں گے جو اس نے دوسرے کے لئے کی تھی، لہٰذا انسان کو اپنی دعاؤں کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لئے بھی دعاؤں کا اہتمام کرتے رہنا چاہئے کہ یہ دوسروں کے لئے دعا بھی درحقیقت اپنے ہی لئے دعا ہے۔

حاجت پوری ہونے اور غم کے ازالہ کا عمل

اگر کسی کی کوئی ضرورت وحاجت پوری نہ ہو رہی ہو یا غم و پریشانی میں مبتلا ہو تو اسے چاہئے کہ پوری سورہ نوح پارہ ۲۹ کی تلاوت کرے، جس سے اس کی حاجت پوری ہوگی اور غم و پریشانی کا ازالہ ہوگا، انشاءاللہ تعالیٰ (اعمالِ قرآنی حصہ دوم ص ۱۰۱ بتغیر)

فقر و فاقہ دُور ہونے کا عمل

اگر کوئی انسان فقر و فاقہ میں مبتلا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے اندر سور فاتحہ کے بعد سورہ القلم پارہ ۲۹ کی قرأت کیا کرے (اعمالِ قرآنی حصہ دوم ص ۱۰۰ بتغیر)

رزق میں وُسعت کا عمل

اگر کسی کو روزی میں تنگی ہو رہی ہو تو روزانہ پوری سورہ مزمّل پارہ ۲۹ کی تلاوت کر کے دعا کیا کرے، انشاءاللہ تعالیٰ رزق کی تنگی دُور ہوگی اور روزی میں برکت نصیب ہوگی (اعمالِ قرآنی حصہ دوم ص ۱۰۱ بتغیر)

بسلسلہ : آداب المعاشرت انتخاب:مفتی محمد رضوان

ملاقات کے آداب

جب کسی سے ملاقات کرنے کا ارادہ ہو تو اس کے آرام اور مصروفیات کا لحاظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، آرام یا کسی دوسری ضروری مصروفیت کے وقت ملاقات کے لئے پہنچ جانا درست نہیں، اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ ملاقات سے پہلے دوسرے کے معمولات اور مصروفیات کو معلوم کرلیا جائے اور اس کو اپنے آنے کی پہلے سے کسی واسطہ اور ذریعہ سے اطلاع کردی جائے، اور اگر وعدہ کرلینے کے بعد اتفاق سے بروقت جانا نہ ہوسکے تو اس کو اس کی اطلاع کردینا بھی مناسب ہے تاکہ دوسرا آپ کے لئے مقید ہو کر نہ بیٹھا رہے۔

☆جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو سنت کے مطابق سلام ومصافحہ اور مزاج پرسی کرنی چاہئے، اور خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے کہ یہ بہت بڑی عبادت ہے☆اگر کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہو اور جانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ اس وقت آرام کررہے ہیں یا اور کسی ضروری کام میں مصروف ہیں اور ان کو آپ کی اس وقت ملاقات سے تکلیف یا ضروری کام میں حرج ہوگا تو اس وقت فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہئے یا پھر وہاں سے لوٹ جانا چاہئے اور پھر کسی دوسرے وقت ملاقات کرنی چاہئے اور بلاوجہ اسی وقت ملاقات پر اصرار نہ کرنا چاہئے☆جب کسی سے ملاقات ہو تو بلاضرورت ملاقات کو لمبا نہیں کرنا چاہئے، اور جلد از جلد فراغت حاصل کرکے دوسرے کو اپنے کاموں کے لئے فارغ کردینا چاہئے، البتہ دوسرا خود ہی آپ کی طویل ملاقات سے خوش ہو اور اس پر آپ کے دیر تک موجود رہنے کا بوجھ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں☆اگر کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہوا اور وہ اس وقت کسی کام میں مصروف ہوں تو ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہئے، دوسرے کی بے خبری میں بیٹھے رہنا مناسب نہیں، اور اگر آپ کی موجودگی میں دوسرا کوئی راز کی بات کسی دوسرے سے کررہا ہو یا رازداری کا کام کررہا ہو تو ایسے وقت وہاں سے علیحدہ ہوجانا مناسب ہے، جب کسی دوسرے سے بے تکلفی نہ ہو تو خواہ مخواہ اس سے اس کی رازداری اور گھرداری کی باتیں نہ پوچھنا چاہئے۔

☆جب کسی سے ملنے جائے تو موقع پاتے ہی اپنے آنے کی غرض ظاہر کردینی چاہئے، ٹال مٹول اور لیت ولعل کرنا یا بات کرگھمانا پھرانا اور اپنے مقصود سے ہٹ کر غلط غرض بیان کرنا درست نہیں، اگر دوسرا آپ کے واپسی یا قیام اور سفر وغیرہ کا نظم معلوم کرے تو اسے حکمت وادب کے ساتھ اس سے آگاہ کردینا چاہئے۔

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ مفتی محمد رضوان

پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج

(قسط ۶)

ایک خاتون کے وسوسوں کا واقعہ

ہمارے قریبی رشتہ داروں میں ایک خاتون تھیں، یوں تو بظاہر وہ کوئی خاص دیندار اور شریعت کی پابند نظر نہیں آتی تھیں، اپنے شوہر کی بھی سخت نافرمان اور موذی اور زبان دراز اور بد اخلاق واقع ہوئی تھیں، البتہ وہ طہارت وصلاۃ کی پابند معلوم ہوتیں تھیں، لیکن اسی کے ساتھ ان کو پاکی، ناپاکی کے متعلق شدید ترین وساوس پیدا ہوتے تھے، جن کی وجہ سے وہ کافی تنگی اور مشکلات میں مبتلا تھیں، اگر ان کو وضو یا غسل کی ضرورت پیش آتی تو وہ بہت زیادہ اہتمام اور وقت خرچ کرتی تھیں، پانی کی معمولی مقدار بھی ان کے لئے کفایت نہیں کرتی تھی، انہوں نے اپنے وضو اور غسل کے برتن بھی مخصوص رکھے ہوئے تھے اور جب وہ غسل یا وضو کی تیاری کرتی تھیں تو اس کی تمہید کافی لمبی ہو جاتی تھی، پہلے لوٹے، بالٹی اور مگّھے وغیرہ کو نہایت اہتمام کے ساتھ دھوتی تھیں، پھر جگہ کو کئی کئی مرتبہ پانی بہا کر پاک کرتی تھیں، اور پھر کئی کئی مرتبہ اپنے جسم کے حصوں خاص کر ہاتھوں پر پانی بہاتی تھیں اور جائے نماز یا ان کے وضو یا غسل کا برتن کوئی دوسرا استعمال کرتا تو برابر اس پر نظر رکھتی تھیں، اگر ذرا بھی طبیعت کے خلاف کوئی واقعہ ہو جاتا تو ناپاکی کا تصور قائم کر لیتی تھیں،

لیکن ان چیزوں سے ہٹ کر ان کی روزمرہ زندگی کے دوسرے معمولات واعمال کا جائزہ لیا جاتا تو اس میں دین کا کوئی نام ونشان نظر نہ آتا تھا، خواہ دیگر فرائض وواجبات ہی کیوں نہ ضائع ہو رہے ہوں اور حرام چیزوں ہی میں کیوں نہ مبتلا ہوں، جس کی وجہ یہی تھی کہ نفس وشیطان نے ان کو پاکی ناپاکی کے معاملات میں اتنا منہمک کر دیا تھا کہ ان کو دوسرے احکام کو سوچنے سمجھنے کی فرصت تھی اور نہ ہی پاکی ناپاکی کے وسوسوں کے مقابلہ میں دوسری چیزوں کی کوئی اہمیت۔

اور یہی وہی وہ نقطہ ہے جو انسان کے وساوس اور حقائق میں فرق کرنے کے لئے کافی ہے، کیونکہ متقی اور پرہیزگار انسان کی نشانی یہ ہے کہ وہ دین کے تمام احکام کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے برخلاف

وسوسوں کے مریض کا سارا دین اور پوری شریعت اس کے وسوسوں کے ارد گرد گھومتی ہے، ایسے وقت انسان کو خود اپنے نفس کا احتساب کرنا چاہئے کہ کیا دین کے دوسرے احکام میں بھی وہ اتنا زیادہ محتاط نظر آتا ہے یا نہیں؟ اور کیا شریعت کی طرف سے دوسرے احکام اس پر لاگو نہیں ہیں کہ ان سب کو یکسر نظر انداز کر کے صرف اور صرف سوئی خاص پاکی ناپاکی پر اٹکی ہوئی ہے؟

اس طرح کے وسوسوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان وہمی اور شکّی بن جاتا ہے اور پھر یہ چیز زندگی بھر کا روگ بن جاتی ہے۔

وضو اور پاکی سے وسوسوں کا آغاز

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وسوسوں کی ابتدا اور وسوسوں کا آغاز عام طور پر وضو سے ہوتا ہے (رواہ المصنف ابن ابی شیبہ عن ابراھیم التیمی ،باب الاسراف فی الوضوء)

مطلب یہ ہے کہ عموماً شروع میں وضو اور پاکی کے معاملے میں وسوسے آنا شروع ہوتے ہیں اور پھر بڑھتے بڑھتے دوسری چیزوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شیطان جس کو ''ولہان'' کہا جاتا ہے، اس کا کام صرف وضو میں وسوسے ڈالنا ہوتا ہے۔

اور وسوسوں کا علاج پہلے کئی مرتبہ ذکر کیا جا چکا کہ ان کی طرف بالکل توجہ نہ کی جائے کیونکہ اگر ان وسوسوں کی طرف توجہ کی جائے گی تو نتیجہ وضو اور نماز وغیرہ کی ادائیگی سے محرومی کی شکل میں نکلے گا، جب ایک وسوسہ کے تقاضے پر عمل کیا جائے گا تو اسی طرح کا شیطان دوسرا وسوسہ پیدا کر کے شک میں مبتلا کر دے گا، اور یہ سلسلہ برابر چلتا ہی رہے گا، بالآخر ایک نہ ایک دن انسان وضو اور نماز کو قطعاً ترک ہی کر دے گا۔

والسبیل فی الوساوس قطعھا وترک الالتفات الیھالانہ لو اشتغل بھا یتفرغ لاداء الصلاۃ فکلما قام الیھا یبتلی بمثل ھذا الشک (المبسوط للسرخسی،باب الوضوء والغسل)

وفی الحدیث: ان شیطانا یقال لھا الولھان لا شغل لہ الا الوسوسۃ فی الوضوء فلا یلتفت الی ذلک (المبسوط ایضا) (جاری ہے............)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ ترتیب: مفتی محمد رضوان

مکتوباتِ مسیحُ الاُمَّت (قسط ۹)

(بنام حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب)

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی وہ مکاتبت جو مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوتی رہی، ان مکتوباتِ منتشرہ کو مفتی محمد رضوان صاحب نے سلیقہ کے ساتھ جمع کرنے اور ترتیب دینے کی کوشش کی ہے، جو افادۂ عام کے لئے ماہنامہ ''التبلیغ'' میں قسط وار شائع کئے جارہے ہیں۔ عرض سے مراد حضرت نواب قیصر صاحب کے تحریر کردہ کلمات اور ارشاد سے مراد حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے جواب میں تحریر فرمودہ ارشادات ہیں (..................ادارہ)

مکتوب نمبر (۱۴) (۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومکرمی حضرت اقدس فیض درجاتکم ودامت معالیکم وبرکاتکم وحسناتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض: حضرت کا گرامی نامہ باعثِ انشراحِ قلب وشرح صدر ہوا۔ الحمدللہ جو خلجان واشکالات تھے وہ یکسر رفع ہوگئے حضرت کے چند کلمات سے بندہ کے تمام عقدے حل ہوجاتے ہیں اور قلب کو تسکین وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد: یہ حسنِ عقیدت فضلِ ربِ حقیقی ہے یہ عظمتِ سلوک کی علامت ہے۔

عرض: اس احسان کا بدلہ سوائے دعا کے احقر کے پاس کیا ہے۔

ارشاد: دعا میں یاد رکھنا یہ تو بڑی کرم فرمائی ہے کہ قلبی عشرت ہے۔

عرض: ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان اللہ تعالیٰ آپ کو تاحیات صحت وتندرستی توانائی وبشاشت عطا فرمائے اور دائمی قرب خاص نصیب فرمائے، آمین۔

ارشاد: یہ مبارک زبان اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

عرض: حضرت کا طریقۂ اصلاح بندہ کے حق میں ماشاء اللہ نہایت مؤثر، دلپذیر ہے۔

ارشاد: بحب فی اللہ دل نے قبول کرلیا ہے منجانب اللہ تعالیٰ دلپذیر ہوگیا ہے۔

☒ **عرض:** مجھ جیسے کم ہمت، ناکارہ اور ناکنندہ تراش انسان کی ہمت بڑھاتے ہیں۔

ارشاد: اعمال میں لگنا باکنندہ اعمال ہے، ناکنندہ کیسا، شکر ہو۔

☒ **عرض:** یہ محض اللہ کا فضل ہے۔

ارشاد: باکنندۂ اعمال کو باتراش نفس کے ساتھ یہی عادتُ اللہ ہے، حوصلہ افزائی۔

☒ **عرض:** اور اعلیٰ حضرت ''حکیم الامت مجددِ ملت رحمہ اللہ تعالیٰ'' کا فیض ہے اور جناب کی توجہ و دعا ہے کہ بندہ کا کام چل رہا ہے، ورنہ من آنم کہ دانم۔

ارشاد: چلتا رہنا ہی مطلوب ہے، تادمِ آخر دمے فارغ مباش۔

☒ **عرض:** بارہا قلب پر یہ تقاضا ہوتا ہے کہ حضرت کے اصلاحی مرقومات کو بغیر مکتوب الیہ کا نام و پتہ بتائے تربیت السالک کے طرز پر کسی مستند دینی جریدے (مثلاً البلاغ دارالعلوم کراچی جو زیرِ نگرانی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم شائع ہوتا ہے) میں اشاعت کا سلسلہ شروع کردوں کیا اس کی اجازت ہے۔

ارشاد: اس حسنِ عقیدت سے بندہ شرمسار ہوگیا۔

☒ **عرض:** آج کل مخدومی و معظمی حضرت اقدس جناب مولانا فقیر محمد صاحب مدظلہ کی طبیعت زیادہ خراب ہے، ضعف روز افزوں ہے غذا برائے نام ہے، حضرت ان کی صحت و شفاء عاجلہ مستمرہ کی خصوصی دعا کردیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ صحت باسکون سے نوازیں۔

☒ **عرض:** میری اہلیہ حضرت کو سلام لکھواتی ہیں اپنی صحت اور حسنِ خاتمہ کی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ والسلام۔ آپ کا خادم کمترین محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: بندہ کا بھی سلام عرض ہے، اللہ تعالیٰ تاحیات ایمانِ کامل سے نوازیں رکھیں۔

سارا جہاں خلاف ہو پرواہ نہ چاہیے ☆ مدِّنظر تو مرضیِ جاناں نہ چاہیے
اب اس نظر سے جانچ کے کرتو یہ فیصلہ ☆ کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

(کشکولِ مجذوب ص ۲۸۰ بعنوان قطعات)

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس ترتیب:مفتی محمد رضوان

طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۱)

(تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)

✪......’’ایک طبقہ ہے میانجیوں (استادوں) کا ،یہ بچوں کے ساتھ بہت زیادہ ظلم کرتے ہیں،ان کو جب کسی بچہ پر غصہ آتا ہے تو قہرِ عام کی طرح سب پر برستا ہے، کہ ایک طرف سے سب کی خبر لیتے چلے جاتے ہیں ،اس سے میانجی بہت کم بچے ہوتے ہیں‘‘ (تحفۃ العلماء ج۱ص۱۳۰بحوالہ التبلیغ از رسالہ استاد اور شاگرد کے حقوق اور تعلیم وتربیت کے طریقے)

✪......’’میاں جی صاحب کو تو کچھ پوچھئے ہی نہیں،انہوں نے یہ مثل یاد کر لی ہے کہ ہڈی ماں باپ کی اور چمڑی استاد کی ،نہ معلوم یہ کوئی قرآن کی آیت ہے، یا حدیث، یا فقہ میں کہیں لکھا ہے،اور لطف یہ ہے کہ بیوی پر (یا جس کسی دوسرے پر غصہ آیا ہے اس پر) تو بس نہیں چلا، وہ غصہ باہر بچوں پر اترتا ہے، یہ تو عیسائیوں کا کفارہ ہو گیا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی، میاں جی صاحبان یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اس کا بدلہ دینا ہوگا، یہاں بچوں کی چمڑی آپ کی ہے، وہاں آپ کی چمڑی بچوں کی ہوگی، کیا تماشہ ہوگا کہ وہ بچے جو اِن (استادوں) کے محکوم (تابع اور ماتحت) تھے، ساری مخلوق کے سامنے ان کو پیٹ رہے ہونگے‘‘ (ایضاً ج۱ص۱۳۱)

✪......میاں جی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکے ہماری ملک ہیں اس لئے مارنے میں دریغ نہیں کرتے، اگر یوں کہو کہ خطاء پر پیٹتے (اور مارتے) ہیں تو یہ غلط ہے غصہ پر مارتے ہو جب تک غصہ ختم نہ ہو اس وقت تک مار ختم نہیں ہوتی خطاء پر مار یہ ہے کہ اس کے انداز سے سزا دو (ایضاً بحوالہ دعواتِ عبدیت)

✪......اب تو جبریہ تعلیم کا قاعدہ نکل آیا ہے دینی مکاتیب سے بُعد (دوری) ہو رہا ہے اس سختی سے تو بچے اور اُچاٹ ہوں گے اور دینی تعلیم کو چھوڑ دیں گے، ایسے وقت تو نہایت شفقت سے کام لینا چاہئے (ایضاً ص۱۳۲) قطع نظر اس سے ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ زیادہ مارنا تعلیم کے لئے بھی مفید نہیں ہوتا بلکہ مضر ہوتا ہے (۱) ایک تو یہ کہ بچے کے قویٰ (یعنی اعضاء) کمزور ہو جاتے ہیں (۲) دوسرے یہ کہ ڈر کے مارے سارا پڑھا لکھا بھول جاتا ہے (۳) تیسرے

Idara Ghufran

جب بچہ پٹتے پٹتے عادی ہوجاتا ہے تو بے حیا بن جاتا ہے پھر پٹنے سے اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا اُس وقت یہ مرض لاحق ہوجاتا ہے اور ساری عمر کے لئے ایک خلق ذمیم (بری عادت) یعنی بے حیائی اس کی طبیعت میں داخل ہوجاتی ہے۔ بعض طلبہ کا فہم (وحافظہ) قدرتاً کم ہوتا ہے لہٰذا ان کو مارنا پیٹنا زیادتی ہے مؤاخذہ ہوگا اعتدال سے مارنا پیٹنا چاہئے (ایضاً ص ۱۳۳)

✪......میں نے اپنے مدرسہ کے معلموں کو بچوں کو مارنے کے لئے منع کردیا ہے کیونکہ یہ لوگ حدود سے تجاوز کرجاتے ہیں اور شفاء غیظ (غصہ کی بھڑاس نکالنے) کے لئے مارتے ہیں ایسا زدوکوب (اور ایسی مار پیٹ) کہ اگر ولی اجازت بھی دے دے تو بھی درست نہیں (ایضاً ص ۱۳۳)

لہٰذا جو استاد بچوں کو بے دریغ اور حد سے زیادہ مارتے ہیں وہ سخت گناہ گار ہیں، بعض لوگ تو اس بارے میں یہاں تک کہتے سنے گئے ہیں کہ ''بدن کے جس حصے پر استاد کی طرف سے مار پڑ جائے وہ بدن کا حصہ دوزخ پر حرام ہوجاتا ہے'' گویا کہ جنت میں جانے کے قابل ہوجاتا ہے، اس لئے جنتی بنانے کے لئے مارتے پیٹتے ہیں، یہ بالکل بے سروپا اور بے سند بات ہے......زیادہ مارنا اپنی جگہ گناہ تو ہے ہی لیکن ساتھ ہی اس کی معافی بھی آسان نہیں، کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے، اگر بچہ نابالغ ہے تو معاف کرنے کا بھی اہل نہیں اور بالغ ہونے کے بعد معافی مشکل ہے، نامعلوم وہ کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے، پھر کس کس سے معافی مانگی جائیگی، جبکہ یہ گناہ بھی بے شمار بچوں کے ساتھ زیادتی کرکے کیا ہو، اور آج کل اتنی ایمانی قوت بھی نہیں کہ اپنے چھوٹوں اور خاص کر شاگردوں سے معافی طلب کی جائے اور پھر معافی طلب کرنے کے بعد وہ خوشدلی سے معاف بھی کردیں......پھر اس بے جا مارنے پیٹنے کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام دینی علم اور دینی مدارس سے متنفر ہورہے ہیں اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے روک رہے ہیں، اس حیثیت سے بے جا مارنے پیٹنے والے حضرات لوگوں کو دینی علم سے روکنے کا بھی سبب بنتے ہیں......اس لئے ضرورت اس چیز کی ہے کہ جو استاد بچوں کو بے دریغ مارتے پیٹتے ہیں وہ اپنی اصلاح کا سامان کرکے دنیا و آخرت کے وبال وعذاب سے بچیں اور مہتمم اور ذمہ دار حضرات کو چاہئے کہ استادوں کو اس حرکت سے باز رکھنے کا انتظام کریں اور خلاف ورزی پر مناسب باز پرس کریں، اور باز نہ آنے پر ایسے استاد کو اپنے منصب سے سبکدوش کرکے مناسب متبادل بندوبست کریں، ورنہ قیامت کے روز اس وبال میں استادوں کے ساتھ یہ مہتمم اور ذمہ دار حضرات بھی شریک ہونگے (جاری............)

Idara Ghufran

علم کے مینار مولانا عبدالسلام

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام محمد رحمہ اللہ فقہ حنفی کے مدوِّن و ترجُمان (قسط۲)

امام محمد رحمہ اللہ کی مشہور کتاب مبسوط کی شروحات امام سرخسی کے علاوہ دیگر فقہاء نے بھی لکھی ہیں جن میں شیخ الاسلام خواہرزادہ اور شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ کی شروح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جامع صغیر جامع کبیر کا تعارف

جامع صغیر بھی امام محمد رحمہ اللہ کی مشہور و متبرک کتاب ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور ضخیم کتاب ''ہدایہ'' جو علامہ مرغینانی رحمہ اللہ نے تیرہ سال کے عرصہ میں (یومیہ روزہ رکھ کر) چھٹی صدی ہجری میں تصنیف کی (ظفر المحصلین ص۱۹۴)

اور اس وقت سے آج تک علمی دنیا میں اس کا سکہ برابر چل رہا ہے، علمِ فقہ کی اس تمام عرصے میں اہم ترین نصابی کتاب یہی رہی ہے اور آج بھی درسِ نظامی کے فقہی نصاب میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اس ہدایہ کا اصل متن قدوری کے ساتھ ساتھ امام محمد رحمہ اللہ کی جامع صغیر ہے، صاحبِ ہدایہ نے قدوری و جامع صغیر کے مسائل کی تفصیل و تشریح کے طور پر یہ کتاب لکھی تھی۔

جامع کبیر امام محمد رحمہ اللہ کی دقیق ترین کتاب ہے جس کے سمجھنے کے لئے معمولی نہیں بلکہ غیر معمولی علمی لیاقت چاہئے، امام ابن شجاع ثلجی (متوفی ۲۶۶ھ) فرماتے ہیں۔ اسلامی لٹریچر میں علمِ فقہ کے اعتبار سے جامع کبیر جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ بعض اہلِ علم حضرات کے بقول اس میں ایسی چنی ہوئی روایات اور ایسے مضبوط دلائل ہیں کہ اس کو ایک طرح اسلام کا معجزہ قرار دیا جاسکتا ہے، اس کتاب کے دقیق (مشکل) ہونے کی وجہ سے بہت سے اکابر احناف نے اس کی شرحیں لکھیں مثلاً امام طحاویؒ، امام کرخیؒ، امام ابو حازمؒ، امام جصاصؒ رازی، فقیہ ابواللیثؒ سمرقندی، علامہ جرجانیؒ، امام حلوانیؒ، امام سرخسیؒ، امام بزدویؒ، قاضی خانؒ علیہم الرحمہ وغیرہم، یہ شروحات طبع نہیں ہوئیں۔

جامع کبیر قریبی زمانے میں حیدرآباد دکن (انڈیا) سے شائع ہوئی ہے، ضخامت پونے چار سو صفحات ہے۔

Idara Ghufran

پاکستان میں اس کا عکس شائع ہوا ہے۔ اصل میں امام محمد کی جن کتابوں کے نام میں صغیر آتا ہے وہ آسان ہیں مگر جن کتابوں میں کبیر آتا ہے وہ مشکل ہیں ان کا سمجھنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ آسان ومشکل کا یہ فرق جامع صغیر وجامع کبیر کے علاوہ امام محمد رحمہ اللہ کی آنے والی دوسری دو کتابوں سیر صغیر اور سیر کبیر میں بھی ہے۔

سِیَرصغیر۔ سِیَرکبیر کا تعارف

''سِیَر'' دراصل سیرت کی جمع ہے جن کے معروف معنٰی ہیں آنحضور ﷺ کی سوانح عمری اور فنی اعتبار سے اس کا معنٰی ہے آپ ﷺ کے جنگوں کے احوال وحالات۔ بعد میں اہلِ علم کے ہاں اس معنٰی کے لئے ''مغازی'' کا لفظ استعمال ہونے لگا، حاصل اس کا ہے ''اسلام کا جنگی نظام'' امام محمد کی سیر کی کتابوں کا یہی موضوع ہے۔ جن میں اسلام کے حربی وعسکری نظام کے اصول وضوابط اور مسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ دونوں کتابیں مطبوعہ نہیں ہیں۔ البتہ سیر کبیر کی شرح جو امام سرخسی نے کی وہ چار جلدوں میں طبع ہوئی ہے امام سرخسی نے یہ شرح قید خانے میں زبانی املاء کرا کر لکھوائی تھی۔

زِیَادَات کا تعارف

جامع کبیر کے بعد اور جو مسائل سامنے آتے رہے اور جو مسائل جامع کبیر میں نہ آسکے ان کے لئے امام محمد نے یہ کتاب تصنیف فرمائی، یہ مختصر کتاب ہے۔ زیادات کی بھی اصل کتاب تا حال ہمارے علم کے مطابق دستیاب نہیں۔ البتہ اس کی دو شرحیں (سرخسی کی اور ابونصر عتابی کی) تصحیح کے ساتھ حیدرآبادی دکن سے شائع ہو چکی ہیں۔ اور حال ہی میں ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی کی مجلس علمی کی طرف سے امام قاضی خان رحمہ اللہ کی شرح، ڈاکٹر قاسم اشرف نور احمد کی تحقیق وتخریج اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب وڈاکٹر علامہ وھبۃ الزحیلی صاحب دامت برکاتہما کی تقریظات کے ساتھ چھ جلدوں میں شائع کی ہے ''حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں'' **ومن اهم شروح هذا الكتاب ''شرح الزيادات'' للقاضي خان رحمه الله تعالىٰ، وان اسم ''القاضي خان'' رحمه الله تعالىٰ يغنينا عن التنويه باهمية هذاالكتاب، فانه معروف في الفهاء الحنفية بتمكنه (الى) الحنفي''** (شرح الزیادات ج ۱ ص ۵ وص ۶)

لہٰذا اہل علم حضرات کو اس شرح سے مستفید ہونا نہایت اہم ہے۔

ظاہر الروایہ و نادر الروایہ کی درجہ بندی

یہ مذکورہ بالا چھ کتب (مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، زیادات) فقہاء کرام کی زبان واصطلاح میں ''ظاہر الروایہ'' کہلاتی ہیں کیونکہ امام محمد سے ان کتب کی نقل اور روایت کرنے والے ان کے بہت سے تلامذہ اور شاگرد ہیں اور ان کتب میں بیان ہونے والے مسائل فقہیہ و احکامِ شرعیہ شہرت کے درجہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔

جبکہ ان چھ کتب کے علاوہ امام موصوف کی بہت سی فقہی تصنیفات ایسی ہیں جو امام کے کسی ایک شاگرد نے روایت کی ہیں جس کی وجہ سے وہ حد شہرت تک نہیں پہنچیں ایسی کُتب ''کتبِ النوادر'' (یعنی غیر مشہور) یا ''نادر الروایہ'' کہلاتی ہیں۔

اس طرح امام محمد کے علاوہ امام ابوحنیفہ کے دیگر تلامذہ کی تصنیفات بھی ''کتبِ نوادر'' کہلاتی ہیں۔فقہائے احناف کے ہاں فتویٰ اور عمل کے لئے عام حالات میں ظاہر الروایہ کی پابندی اور التزام باستثنیات معدودہ ایک اہم مسلّمہ اصول ہے۔

کتب نوازل کا تعارف

فقہ حنفی کی کتب کی درجہ بندی میں تیسری قسم کتبِ نوازل کی ہے۔اس سے مراد امام محمد کے بعد کے زمانہ کے فقہائے احناف کی وہ کتب ہیں جن میں ایسے مسائل جمع کئے گئے جو بڑے فقہاء مجتہدین کا زمانہ گزرنے کے بعد پیش آئے اور مذکورہ مجتہدین فقہاء سے اس بارے میں کوئی صراحت منقول نہ تھی۔تو بعد کے زمانہ کے فقہاء احناف امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے اصولوں کی روشنی میں (جو امام نے قرآن وحدیث سے اخذ کئے تھے اور آپ قرآن وحدیث سے ان اصولوں کی روشنی میں نئے مسائل کا استدلال واستنباط کرتے تھے) ان نئے مسائل کا شرعی حل نکالتے تھے، ایسے مسائل کے مجموعہ کو کتب نوازل کا نام دیا جاتا ہے، اس سلسلہ کی سب سے مشہور اور غالباً سب سے پہلی تصنیف فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ کی کتاب ''النوازل'' ہے۔اہل علم کے لئے یہ مسرت کا مقام ہے اور خوشی کا پیغام ہے کہ یہ کتاب بیروت سے شائع ہو کر آچکی ہے۔

(جاری ہے...............)

تذکرۂ اولیاء مولوی طارق محمود

اولیاءکرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

''اَقْضَی الْعَرَبُ'' قاضی شریح رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)

شاعرانہ انداز میں فیصلہ

قاضی شریح رحمہ اللہ کو شاعری میں بھی بڑا کمال حاصل تھا، ایک مرتبہ مدعی اور مدعا علیہ نے اپنا مقدمہ شاعری میں پیش کیا قاضی شریح رحمہ اللہ نے بھی ان کے مقدمے کا فیصلہ شاعری میں سنایا:

ایک عورت جس کا ایک بیٹا تھا اور اس کا شوہر فوت ہو چکا تھا اور اس نے دوسری شادی کر لی تھی، یہ عورت اپنی ساس سمیت ان کی عدالت میں حاضر ہوئی، عورت کا دعویٰ یہ تھا کہ اس بچے کی پرورش کا حق مجھے حاصل ہے اور ساس کا دعویٰ یہ تھا کہ اس بچے کی پرورش کا حق مجھے حاصل ہے۔

ساس نے اپنا دعویٰ نظم کی صورت میں پیش کیا: ؎

ابا امیة اتیناک — وانت المرء ناتیه
اتاک ابنی وامه — وکلتانا ففدیه
تزوجت فهاتیة — ولا یذهب بک التیة
فلوکنت تاتیت — لمانازعتنی فیه
الایاایهاالقاضی — هذی قصتی فیه

(ترجمہ) اے ابوامیہ! ہم آپ کی خدمت میں انصاف حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں، میرا پوتا اور اس کی والدہ آپ کے پاس آئے ہیں ہم دونوں اس لڑکے پر فدا ہیں (بہو سے کہتے ہوئے) جب تم نے دوسری شادی کر لی تو لڑکا مجھے دے دو، بیوہ ہونے کے بعد تم مجھ سے جھگڑا کیوں کرتی ہو؟ (قاضی سے) ہم دونوں کا لڑکے کے بارے میں یہ مقدمہ اور قصہ ہے۔

بہو نے اس طرح اشعار پڑھے: ؎

الایاایهاالقاضی — قد قالت لک الجدة

Idara Ghufran

وقولا فاستمع منی ولا تبطرنی ردہ
اعزی النفس عن ابنی وکبدی حملت کبدۃ
فلما کان فی حجری یتیما ضائعا وحدہ
تزوجت رجاء الخیر من یکفینی فقدہ
ومن یظہر لی ودہ ومن یکفل لی رفدہ

(ترجمہ) قاضی صاحب آپ نے دادی کی بات سن لی، اب میری بھی سنئے اور اسے رد نہ کیجئے، میں اپنے دل کو اپنے بیٹے سے تقویت دیتی ہوں اور اس کو ہمیشہ کلیجے سے لگا کر رکھتی ہوں، تنہا ہونے کی وجہ سے اس بات کا خطرہ تھا کہ یہ یتیم ضائع ہو جاتا، اس لئے میں نے اس کی نگہداشت کے لئے دوسری شادی کر لی تا کہ اس کی صحیح کفالت ہو سکے۔

قاضی صاحب نے اپنا فیصلہ ان اشعار میں سنایا:

قدفھم القاضی ما قد قلتما وقضی بینکما ثم فصل
بقضاء بین بینکما وعلی القاضی جھدا ن عقل
قال للجدہ بینی بالصبی وخذی ابنک من اذان العلل
انہا لو صبرت کان لہا قبل دعواھا تبغیھا البدل

(ترجمہ) تم نے قاضی کے سامنے جو مقدمہ پیش کیا ہے قاضی نے اسے سمجھ لیا ہے اور پھر تمہارے درمیان ایک فیصلہ کر دیا اور فیصلہ بھی ظاہر ہے، اگر قاضی سمجھدار ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ حقیقت معلوم کر لے (اور میں نے حقیقت معلوم کر لی ہے) دادی سے کہا کہ یہ لڑکی اس حیلہ ساز سے لے لو، اگر وہ صبر کرتی اور نکاح نہ کرتی تو بچہ اس کا ہوتا۔

خفیہ تحقیقات کا آغاز

قاضی شریح رحمہ اللہ سے پہلے کسی کے بارے میں خفیہ تحقیقات کا طریقہ رائج نہیں تھا، سب سے پہلے قاضی شریح رحمہ اللہ نے اس کو جاری کیا، چونکہ یہ نئی بات تھی اس لئے لوگوں نے ان پر اعتراض کیا کہ تم نے یہ کیا نیا طریقہ جاری کر دیا، جو آپ سے پہلے لوگوں میں رائج نہیں تھا، انہوں نے جواب دیا کہ جب لوگوں نے

نئی نئی باتیں جاری کیں تو میں نے بھی سچی بات تک پہنچنے کے لئے نئی بات جاری کی (یعنی جب نت نئے جرائم ہونے لگے تو مجھے بھی نئے طریقے اختیار کرنے پڑے)

مذاق کے انداز میں فیصلہ

قاضی شریح رحمہ اللہ کے مزاج میں ظرافت اور خوش طبعی کا مادہ بھی تھا، ایک مرتبہ عدی بن ارطاۃ نے ان کے سامنے ایک دعویٰ پیش کیا، دونوں میں اس طرح گفتگو ہوئی:

عدی: میں آپ کے سامنے کچھ باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں...... **قاضی شریح:** فرمایئے میں سننے کے لئے تیار ہوں ...... **عدی:** میں شام کا رہنے والا ہوں ...... **قاضی شریح:** اتنے دور دراز مقام کے (مزاحاً) ...... **عدی:** میں نے آپ کے یہاں (یعنی آپ کے شہر سے) شادی کی ہے ...... **قاضی شریح:** بالرفاء والبنین شادی مبارک ہو...... **عدی:** میں اپنی بیوی کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں ...... **قاضی شریح:** شوہر اپنی بیوی کا حق دار اور خود مختار ہے ...... **عدی:** لیکن اس نے اپنے گھر رہنے کی شرط کر لی تھی...... **قاضی شریح:** تو پھر شرط پوری کرنی چاہیئے ...... **عدی:** آپ ہمارا فیصلہ کر دیجیئے ...... **قاضی شریح:** فیصلہ میں نے کر دیا ...... **عدی:** کس کے خلاف آپ نے فیصلہ کیا؟ ...... **قاضی شریح:** تمہاری ماں کے بیٹے (یعنی تمہارے خلاف) ...... **عدی:** کس کی شہادت پر آپ نے فیصلہ کیا؟ ...... **قاضی شریح:** تمہارے ماموں کی بہن کے بیٹے کی شہادت پر (یعنی خود تمہاری شہادت پر) کیونکہ عدی نے خود اقرار کر لیا تھا کہ میں نے بیوی سے اسی گھر میں رہنے کی شرط کر لی تھی۔

مقدمات میں خاندانی دستور اور رواج کو بالکل قبول نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مقدمہ میں ایک فریق کے بعض افراد نے کہا کہ اس معاملہ میں ہمارا خاندانی دستور یہ رہا ہے، قاضی شریح رحمہ اللہ نے کہا کہ تمہارے خاندانی دستور تمہارے گھر تک ہیں۔

گواہوں کو انتباہ

قاضی شریح رحمہ اللہ کسی بھی مقدمہ کے گواہوں کو گواہی دینے سے پہلے انتباہ ضرور کرتے تھے اور ان کو اس طرح فکرِ آخرت دلایا کرتے تھے، تاکہ سچی گواہی دیں اور جھوٹی گواہی سے اپنے آپ کو بچائیں۔

سنو! اللہ تمہیں ہدایت دے فیصلہ دراصل تم لوگ کرتے ہو، میں تم کو جہنم کی آگ سے بچانا

چاہتا ہوں، حالانکہ تمہیں خود زیادہ بچنا چاہئے، گواہی دینے سے پہلے تمہارے لئے یہ گنجائش ہے کہ اپنی گواہی سے دست بردار ہو جاؤ، لیکن اگر تم گواہی دینا ضروری سمجھتے ہو تو جس شخص کے بارے میں تم لوگ گواہی دے رہے ہو اس شخص کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ میں نے گواہوں کی شہادت پر فیصلہ دیا ہے حق بات اور ناحق بات کو وہ خود سمجھتا ہے، اور اس کو یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ میرا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کرتا۔

قاضی شریح رحمہ اللہ کا ایک ملفوظ بہت عام تھا، فرماتے ہیں:

''کل (آخرت میں) ظالم دیکھ لے گا کہ کس نے نقصان کمایا؟ ظالم اللہ کی پکڑ کا منتظر ہے اور مظلوم عدل وانصاف کا منتظر ہے''۔

ان کے فیصلے اس قدر معلومات سے بھرے ہوئے اور فاضلانہ ہوتے تھے کہ ان کی عدالت علماء اور فقہاء کے لئے ایک درس گاہ بن گئی تھی، مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں چھ ماہ تک قاضی شریح کی عدالت میں جاتا رہا، میں ان سے کچھ بھی نہ پوچھتا تھا بلکہ ان کے فیصلے ہی میری معلومات کے لئے کافی ہوتے تھے۔

سلام میں ہمیشہ پہل فرماتے تھے قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص سلام میں شریح پر سبقت نہیں کر سکتا تھا، عیسیٰ بن حارث رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سبقت کرنے کی کوشش کرتا مگر کبھی کامیاب نہ ہوا میرا اوران کا اکثر راستے میں سامنا ہوتا تھا، میں اس انتظار میں ہوتا تھا کہ اب سلام کروں اب سلام کروں کہ اتنے میں وہ قریب پہنچ کر السلام علیکم کہہ دیتے۔

عام طور پر عدالت کی مصروفیات اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ نفلی عبادات کی طرف انسان کی اتنی توجہ نہیں ہوتی لیکن قاضی شریح رحمہ اللہ باوجودیکہ اتنے بڑے قاضی تھے اس کے ساتھ ہی بڑے دین دار اور عبادت گزار بھی تھے، قضاء اور مشغولیتوں کے باوجود آپ کا کافی وقت عبادت میں گذرتا تھا، آپ کے غلام ابوطلحہ کا بیان ہے کہ جب آپ صبح کی نماز پڑھ کر واپس آجاتے تو گھر کے دروازے بند کر کے تقریباً آدھے دن تک نوافل میں مشغول رہتے۔

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''کہ قاضی شریح قسم کھا کر کہتے تھے کہ اگر کسی انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ آہ وزاری سے دعا کرے تو وہ چیز مل جاتی ہے''

دوسروں کو راحت پہنچانے کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ اپنے لئے کسی کو ادنیٰ تکلیف دینا بھی پسند نہ فرماتے تھے

اپنے گھر کے تمام پَر نالے اندر لگاتے تھے کہ اس کے پانی سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے، اگر ان کے گھر میں کوئی فوت ہو جاتا تو دوسروں کی تکلیف کے خیال سے کسی کو خبر ہی نہ دیتے اور راتوں رات دفن کر دیتے تھے، اگر کوئی شخص مریض کی حالت پوچھتا تو کہہ دیتے اب سکون ہے، اپنے بیٹوں تک کو انہوں نے بغیر کسی کو اطلاع دیئے دفن کر دیا تھا۔

آخری عمر میں بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے قاضی کے عہدے سے مستعفی ہو گئے تھے، ایک سو آٹھ سال کی عمر پائی، استعفیٰ دینے کے کچھ دنوں بعد بیمار ہو گئے تھے، لوگوں کو ہدایت دی کہ مجھے عام قبرستان میں دفن کیا جائے، وہیں نمازِ جنازہ پڑھی جائے، میرے لئے بغلی قبر کھودی جائے، جنازہ کی کسی کو اطلاع نہ دی جائے، جنازہ کے ساتھ نوحہ نہ کیا جائے، جنازہ کو آہستہ آہستہ لے جایا جائے، قبر پر چادر نہ ڈالی جائے، ان وصیتوں کے بعد باختلافِ روایات ۷۹ھ یا ۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔

انسان وہی جو انسانوں کے کام آئے

انسان وہی ہے سچ پوچھو، جو انسانوں کے کام آئے
اُس شخص کا جیون کیا معنی، اوروں کو نہ جو کچھ دے پائے

اپنا غم اپنے دِل میں رکھے، اوروں سے ملے، اوروں کی سُنے
شاید کہ توجہ دینے سے، اُلجھن یہ کسی کی سُلجھائے

ٹوٹے ہوئے دِل آباد کرے، دُکھیوں میں خوشیاں عام کرے
بس جائے کسی کی نظروں میں، اُمید کسی کی بن جائے

توڑے نہ سہارا اپنوں کا، چھوڑے نہ وفا کے رشتے کو
جو زخم لگے سہتا جائے، جو درد ملے سو پی جائے

دکھ سکھ میں رہے صابر شاکر، اوروں کو اسی کی دعوت دے
جو حال بھی اس پر آ جائے، اللہ کا شکر بجا لائے

انیس احمد حنیف

ماہنامہ التبلیغ کا ایک سال مکمل ہونے پر

اس شمارہ کے ساتھ ماہنامہ ''التبلیغ'' کا ایک سال مکمل ہو رہا ہے جو کہ ماہنامہ التبلیغ کے اجراء کا پہلا اور ابتدائی سال بھی ہے، اس موقع پر ادارہ تمام قارئین کو مبارک باد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے تعاون پر ممنون ہے، امید ہے کہ آئندہ بھی قارئین ماہنامہ التبلیغ کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔

پیارے بچو! ابو ریحان

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

جھوٹ نہیں بولوں گا

پیارے بچو! کسی دور میں ایک کھیتی باڑی کرنے والے ''کسان'' کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا، جس کا نام ''سلیم'' رکھا گیا، کسان کے گھر یہ بچہ بہت زمانہ گزرنے کے بعد پیدا ہوا تھا، اور اس سے پہلے یہ کسان ہر طرح کا علاج ومعالجہ کرا کر عاجز آ چکا تھا، کہ ایک اللہ والے نے اس کسان کو نصیحت کی کہ آپ اللہ سے دعا کرو، اور اب ہر قسم کا علاج ومعالجہ چھوڑ دو، خیر کسان نے اللہ والے کی اس بات پر عمل کیا اور روزانہ رات کو سونے سے پہلے دعا کرنے لگا، کہ یا اللہ مجھے اولاد کی نعمت سے محروم نہ کیجئے، آپ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے، لہٰذا مجھے ایک نیک بیٹا تو عطا کر دیجئے......آخر ایک دن وہ آیا کہ کسان کی دعا قبول ہوگئی اور اس کے یہاں بیٹا پیدا ہوا، اس بچہ کی پیدائش پر کسان اور اس کی بیوی سمیت سب قریبی رشتہ دار بڑے خوش تھے، غور وفکر کے بعد اس بچے کا نام ''سلیم'' اس لئے رکھا گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو ہر طرح سے سلامت رکھیں......سلیم پیدائش کے وقت ہی سے بڑا عقلمند اور ہونہار سمجھا جانے لگا، کیونکہ اس کی حرکتیں کچھ عقلمندوں اور بڑے انسانوں سے ملتی جلتی محسوس ہوتی تھیں......وقت گزرتا گیا، سلیم کی عقلمندی اور ہونہاری کا چرچا گاؤں اور اس کے قریب کے علاقوں تک پھیل چکا تھا، بہت سے لوگ آ آ کر سلیم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتے اور بہت متاثر ہو کر واپس لوٹتے تھے، جب سلیم زبان سے کچھ بولنے کے قابل ہوا تو وہ اپنی زبان سے اکثر وبیشتر یہ الفاظ بولتا ''جھوٹ نہیں''، سلیم کے یہ الفاظ سُن کر ہر سننے والے پر اثر ہوتا اور وہ تھوڑی دیر کے لئے جھوٹ سے نفرت کرنے لگتا تھا، جب سلیم کچھ بڑا ہو گیا تو اس نے اپنی زبان پر گویا جھوٹ بولنے سے تالا لگالیا، وہ اول تو دوسروں سے بات چیت اور گفتگو بہت کم کرتا، اور اگر کوئی بات کرنی پڑ جاتی تو بہت مختصر بات کرتا اور پھر خاموش ہو جاتا، سلیم کے اس انداز کا دوسرے لوگوں پر کافی اثر پڑتا، سلیم کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے دوسرے لوگ اس سے بات کرنے میں احتیاط کرتے، اگر اس سے کسی کو بات کرنی ہوتی تو بہت مختصر بات کرتا، لیکن ساتھ ہی سلیم نے دوسرے لوگوں کو بھی اس چیز کی تعلیم اور تبلیغ شروع کر دی، جب بھی کوئی اس کے پاس آتا یا سلیم کسی کے پاس جاتا، یا کسی بھی طرح سلیم کی کسی

سے ملاقات ہوتی تو اس کو یہ بات ضرور کہتا کہ ''جھوٹ نہ بولنا'' آہستہ آہستہ سلیم کی اس بات کی دور دور تک شہرت ہوگئی...... سلیم کے پاس ایک دوسرے لڑکے کلیم کا بھی کچھ زیادہ آنا جانا ہوگیا تھا، کلیم کی کوشش ہوتی کہ سلیم کے پاس روزانہ ایک چکر ضرور لگالے، مگر سلیم ایک طرف تو دن میں اپنی تعلیم میں مصروف ہوتا اور ساتھ ہی گھر کے کام کاج بھی کرتا اور دوسروں کی خدمت بھی کرتا اور اچھی باتوں کی تبلیغ بھی کرتا، خاص طور پر جھوٹ نہ بولنے کی، اس لئے کلیم کو سلیم کے پاس زیادہ دیر بیٹھنے اور اس کے ساتھ زیادہ دیر رہنے کا موقع مشکل ہی سے ملتا، اور کسی دن یہ موقع بھی نہ ملتا، مگر کلیم میں وہ ساری چیزیں پیدا نہیں ہوئی تھیں جو سلیم کے اندر تھیں کلیم عام طور پر زبان کو بھی موقع بے موقع چلاتا رہتا تھا اور کبھی کبھار جھوٹ بھی بول جاتا تھا...... سلیم کو جب کلیم کی ان حرکتوں کا پتہ چلا تو اس نے کلیم کو ان باتوں سے منع کیا مگر کلیم اس بات پر سلیم سے ناراض ہوگیا اور اس نے سلیم کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا، اسی حال میں ایک لمبا زمانہ گذر گیا، سلیم اپنے گھر اور کلیم اپنے گھر وقت گذارتے، یہاں تک کے وہ بڑے ہوگئے، سلیم تو پڑھ لکھ کر ایک بڑا عالم بن گیا، مگر کلیم پڑھنے لکھنے میں بھی پیچھے رہ گیا اور نیک ہونے کا تو اس میں کچھ نشان نظر نہ آتا تھا...... ایک دن اتفاق سے سلیم اور کلیم کی ملاقات ہوگئی، سلیم نے کلیم سے خیریت معلوم کی اور اس سے کہا کہ اب تو آپ جھوٹ نہیں بولتے، کلیم نے تکبر کے انداز میں جواب دیا کہ جھوٹ کے بغیر دنیا میں گذارا نہیں، آج کل کے دور میں جھوٹ بولنا ضروری ہوگیا ہے، سلیم کو کلیم کی اس بات کا بہت دُکھ ہوا، اور اس نے بہت پیارے انداز میں جواب دیا، بھائی آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ جھوٹ کے بغیر آخرت میں بھی کوئی گذارا ہے کہ نہیں ہے، کلیم نے اس کا روکھا جواب دیا اور کہا کہ آخرت تو جب آئے گی تب دیکھی جائے گی، ابھی تو دنیا سامنے ہے سلیم نے جواب دیا کہ بھائی اصل زندگی تو آخرت کی ہے، دنیا کی زندگی تو بہت تھوڑی ہے اس کے بعد سب نے ہمیشہ والی زندگی جس میں جانا ہے وہ آخرت کی ہے اور اللہ میاں دنیا میں بھی جھوٹ کی سزا چکھا دیتے ہیں، مگر کلیم گستاخی میں بڑھتا ہی چلا گیا، اور کہنے لگا ساری دنیا جھوٹ بول رہی ہے کسی کو بھی دنیا میں سزا نہیں مل رہی اور کسی کو بھی جھوٹ کا مزا نہیں چکھنا پڑ رہا، کلیم کا اتنی بات کہنا تھا کہ اس کی زبان پر فوراً زوردار جھٹکا اور کرنٹ سا لگا اور یکا یک اس کی زبان بولنے کے قابل نہیں رہی اور زبان بند ہوگئی، کلیم بہت گھبرایا اور رویا چلایا، فوراً اسے ہسپتال پہنچایا گیا، مگر ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا، اب کلیم کو یہ بات سمجھ آ گئی تھی کہ جھوٹ بولنے کی سزا آخرت میں تو ملتی ہی ہے، دنیا میں بھی مل جاتی ہے، اور کلیم نے یہ عہد کرلیا تھا کہ کبھی زندگی میں **''جھوٹ نہیں بولوں گا''**۔ بچو! تم سچ بول کر سلیم کی طرح کے انسان بننا۔

بزمِ خواتین مولانا محمد امجد

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

ناموَر خواتینِ اسلام

معزز خواتین! رومیوں کے ساتھ شام کے محاذ پر اسلامی جنگوں میں مسلمان خواتین کی بہادری کا کچھ تذکرہ تو گذشتہ قسط میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا، اگر یہ کہا جائے کہ ملکِ شام کی اسلامی فتوحات میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے جیسا کہ مشہور مؤرخ واقدی کی معروف کتاب فتوحُ الشام سے معلوم ہوتا ہے تو یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا، خصوصاً امِ حکیمؓ، ہند امَ کثیرؓ، اسماءؓ، امِ ابانؓ، امِ عمارہؓ، خولہؓ، لبنیٰؓ، عفیرہؓ جو کہ صحابیت اور تابعیت کا شرف رکھنے والی خواتینِ اسلام تھیں، ان خواتین کی شجاعت و بہادری کے کارنامے عورت ذات کے لئے سرمایۂ شرف وفخر ہونے کے ساتھ ساتھ خود بہت سے مَردوں کے لئے بھی قابلِ رشک ہیں، ان خواتین نے بعض مواقعِ جنگ میں اس مردانگی سے جنگی خدمات انجام دی ہیں کہ مرد بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ دمشق کے معرکہ میں جب ابان بن سعید، حاکمِ دمشق (جس کا نام توما تھا) کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تو ابان کی بیوی ام ابان بنتِ عتبہ اپنے مقتول شوہر کے سارے ہتھیار لگا کر اور جنگی اسلحہ اپنے جسم پر سجا کر قصاص لینے کے لئے میدان میں اتر پڑیں اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں، اہلِ دمشق (عیسائی) گوکہ محصور تھے لیکن شہر پناہ کی بُرجوں سے برابر مسلمانوں کا جواب دیتے تھے، سب سے آگے عیسائیوں کا ایک بڑا پادری ہاتھ میں سونے کی صلیب لئے ہوئے اربابِ ثلثہ (عیسائیوں کے تین خدا) سے فتح وکامرانی کی دعا مانگ رہا تھا، امِ ابان تیراندازی میں بڑی نشانہ باز تھیں۔

پادری کا نشانہ لیا اور ایسا تاک کر تیر مارا کہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعے سے نیچے جا گری، مسلمانوں نے دوڑ کر صلیب اٹھائی، عیسائیوں سے صلیبِ اعظم کی یہ تذلیل دیکھی نہ گئی، صلیب کے پجاری آگ بگولا ہوگئے، حاکمِ دمشق توما غصہ سے شہر کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر اس زور کا رن پڑا کہ بڑے بڑے بہادروں کے جی چھوٹ گئے، رومیوں نے صلیب کی واپسی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی، مگر ان کی ایک بھی پیش نہ گئی، جس نے ادھر کا رخ کیا امِ ابان نے اسے تیروں پر دھر لیا، توما جو کسی طرح پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا ام ابان نے اس کی آنکھ میں ایسا تاک کر تیر مارا کہ وہ چیختا ہوا بھاگا اس وقت ام

ابان یہ رجزیہ اشعار پڑھ رہی تھیں ؎

ام ابان فاطلبی بثارک صولی   **علیهم صولة المتدارک**

ترجمہ: ام ابان تو اپنا انتقام لے اور ان پر پے در پے حملے کئے جا

قدضبح جمع القوم من نبالک   رومی تیرے تیروں سے چیخ اٹھے ہیں

خلیفہ منصور عباسی کے زمانۂ خلافت میں قیصرِ روم نے ملطیہ پر فوج کشی کرکے اس شہر کو بالکل ویران کردیا، منصور نے قیصر کی خبر لینے کے لئے فوجیں روانہ کیں، صالح بن علی اور عباس بن محمد سپہ سالار تھے، ان لوگوں نے جا کر پہلے ملطیہ کو ازسرِ نو آباد کیا اور پھر قیصر کے دربار قسطنطنیہ کی طرف فوجیں بڑھائیں اور قیصر کے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا...... ام عیسیٰ، بنت ابی لبابہ، بنت علی اور صالح کی بہنیں اور خلیفہ منصور کی پھوپھیاں بھی اسلامی لشکر کے ہمراہ تھیں کیونکہ انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ جب بنوامیہ کی حکومت ختم ہوجائے گی تو ہم اللہ کے راستے میں جہاد کریں گی چنانچہ نذر پوری کرنے کے لئے وہ بھی اس جہاد میں شریک تھیں (ابن اثیر ج ۵) (یاد رہے کہ نذر ایسی عبادتِ مقصودہ کی مانی جاتی ہے جو فرض یا واجب ہو، یا خود تو فرض و واجب نہ ہو لیکن اس کی جنس سے فرض یا واجب عمل شریعت میں موجود ہو جہاد میں یہ ساری شرائط موجود ہیں)

اُس وقت کی مسلمان خواتین (اور وہ بھی شاہی خاندان کی خواتین جو ناز و نعمت کی زیادہ عادی ہوتی ہیں) کے ظرف اور حوصلے کو دیکھو کہ نذر ماننے کے لئے کس چوٹی کے عمل کو چُنا جس کی بجا آوری کے لئے سر ہتھیلی پر رکھنا پڑتا ہے اور جان جوکھوں میں ڈالنی پڑتی ہے......۱۷۸ھ میں ہارونُ الرشید کے زمانہ میں ولید بن طریف خارجی نے خابور اور نصیبین میں علَمِ بغاوت بلند کیا، ایک مشہور سردار یزید شیبانی کو فوج دے کر اس بغاوت کو کچلنے کے لئے بھیجا گیا، چند مقابلوں کے بعد خوارج نے شکست کھائی اور ولید مارا گیا۔ ولید کی بہن فارعہ کو جب اپنے بھائی کا حال معلوم ہوا تو اس نے زرہ پہنی، سارے ہتھیار لگائے، اور گھوڑے پر سوار ہوکر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئیں، یزید شیبانی امیر لشکر کو بنفسِ نفیس خود اس کے مقابلے میں آنا پڑا اور فارعہ کے گھوڑے کو ایک نیزہ مارا اور کہا تم کیوں اپنے خاندان کو بدنام کرتی ہو، جاؤ، جلدی واپس جاؤ، فارعہ میدان سے پھری لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس کی زبان پر اس کے اپنے یہ دردناک اشعار جاری تھے ؎

فیاشجر الخابور مالک مورقا   **کانک لم تجزع علی بن طریف**

اے مقام خابور کے درخت تم کیوں سرسبز ہو
گویا تم ولید کی موت پر بے قرار ہی نہ ہوئے

فتــی لایـحـب الـزاد الامـن التقـی
ولا الـمـــالاالامـن قنـادیسـوف

ولید ایسا جوان تھا جس کا سرمایہ صرف تقویٰ تھا
اور جس کی دولت صرف تلوار اور نیزہ تھا

فـقـدنـاک فقدان الشباب ولیتن
فـدینــاک من فتیاننا بالـوف

اے ولید! ہم نے تجھے اس طرح کھویا ہے جس طرح جوانی کو کوئی کھودے
کاش ہم اپنے ہزار جوان تیری ایک ذات پر قربان کرتے

عـلیــہ سـلام اللہ وقـفـــافـــانـــی
اری الـموت وقـاعـابکل شریف

ولید پر خدا کی رحمت ہو
موت ایک دن ہر شریف کو آنے والی ہے

فارعہ کی یہ مرثیتی نظم اس قدر بلند پایہ اور پُر درد ہے کہ اکثر علماءِ علمِ ادب اس کو چشم ادب سے دیکھتے ہیں ،اس مرثیہ کا پہلا شعر اس قدر مقبول ہے کہ علماءِ فن بدیع اس فن کی ایک صنعت تجاھلِ عارفانہ کی مثال اس شعر سے دیتے ہیں (بحوالہ خواتین اسلام کی بہادری)

تاریخِ اسلام میں خواتینِ اسلام کی بہادری وشجاعت اور علم وفضل کے واقعات پڑھتے ہوئے جب اپنے دور کی مسلمان خواتین کے احوال کا ان سے موازنہ کرتے ہیں تو بڑی شدت سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ جب امت میں عام بگاڑ نہیں آیا تھا اور دین کے ساتھ ساتھ دنیا کی شان وشوکت اور حکومت وسلطنت بھی ان کے گھر کی لونڈی تھی (اور یہ حالت کوئی معمولی عرصے نہیں رہی بلکہ کم از کم بھی ہزار سال تو اس کا دورانیہ ہے اگر چہ آندھی وطوفان کے جھونکے تو ہر زمانے میں آتے رہے لیکن امت کی جڑیں اپنی جگہ برقرار رہیں) تو اس وقت مسلمان خواتین ساری دینی واسلامی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے علم وفضل ، ہنر وکمال اور رزم وبزم میں امتیاز حاصل کرتی تھیں اور ان کمالات میں سے کوئی چیز بھی ان کو اسلامی روایات پر چلنے اور شریعت کے احکام پورے کرنے سے نہیں روکتی تھی یا پھر آج کا دور ہے کہ دینداری کا یہ معنیٰ سمجھ لیا کہ عورت کو بقدرِ ضرورت علم دین اور بقدر حاجت زندگی کے تقاضوں کی تعلیم سے بھی محروم رکھا اور دین کے چند دُھندلے نقوش کو ان کی زندگی کا پورا دستور العمل بنالیا ،جس میں دین کے نام پر دین سے غیر دین کی آمیزش زیادہ ہوتی ہے۔اس کے برخلاف اگر عورت کو ہنر وکمال سیکھنے اور گھر سے نکل کر زندگی کے عملی میدانوں میں قدم رکھنے کی آزادی دی تو اس کے لئے اسلام کو سلام کرنے اور اسلامی روایات اور قدیم مشرقی فطری اقدار سے بغاوت کرنے کو ضروری سمجھا ، یہ دونوں طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہیں۔

آپ کے دینی مسائل کا حل دارالافتاء

صلوٰۃ التسبیح کا ثبوت اور بعض اشکالات کے جوابات

سوال :...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ:
آج کل صلوٰۃ التسبیح کا رواج بہت زیادہ عام ہوتا جارہا ہے، بلکہ اب تو باجماعت صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا بھی معمول بنتا جارہا ہے، بالخصوص خواتین اس ''کارِخیر'' میں خوب سبقت حاصل کرتی جارہی ہیں، اس کی بنیاد وہ روایت بیان کی جاتی ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کی وصیت فرمائی تھی اور چار رکعت کی اس نماز پر غیر معمولی فضائل سنائے گئے ہیں، کہ عمر بھر میں اس کے ایک مرتبہ پڑھ لینے سے زندگی بھر کے سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا روایت صحیح ہے تو کیا (۱)...... کسی حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کے ازخود صلاۃ التسبیح پڑھنے کا تذکرہ ملتا ہے؟ حالانکہ آپ ﷺ تو اس قدر نوافل کا اہتمام فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک میں ورم آجایا کرتے تھے؟ (۲)...... کیا کسی روایت سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر کبھی عمل بھی کیا ہو؟ (۳)...... یہ روایت یقیناً دیگر صحابہ کرام رضی للہ عنہم اور بالخصوص خلفائے راشدین کے علم میں بھی آئی ہوگی، کیا لاکھوں صحابہ کرام اور بعد ازاں ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک مقتدر شخصیت سے بھی اس قسم کی نماز کے اہتمام کا ذکر کتبِ احادیث میں مذکور ہے؟ (۴)...... اگر اس نماز کے پڑھنے کا ثبوت ائمہ مجتہدین، صحابہ کبار اور خود رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے نہیں ملتا تو ایسی نماز کا اہتمام کس درجے میں شمار ہوگا؟ (۵)...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہٗ نے ''فضائل اعمال'' میں اعتراف کیا ہے کہ ''بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے......؟ (۶)...... واضح رہے کہ عوام الناس نے اس روایت کی فضیلت سے ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کردیا ہے یعنی وہ لوگ جو فرض نمازوں کی بھی بالعموم پرواہ نہیں کرتے اس نماز کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرتے ہیں اس امید پر کہ ایک ہی نماز سے کبیرہ صغیرہ گناہ سب معاف ہوجائیں گے (جیسا کہ حدیث بالا سے ثابت ہے) (۷)...... محسوس کیا گیا ہے کہ نماز ھذا کے دوران نمازی کی ساری توجہ تسبیحات کی گنتی کی طرف مبذول رہتی ہے اور سارا

دھیان کلمۂ تمجید کے اعداد و شمار ہی میں لگا رہتا ہے جو کہ ظاہر ہے خشوع و خضوع کے منافی ہے (۸)......کیا اس سے بہتر نہیں کہ ان ہی اوقات میں دیگر نفل نمازوں، تسبیحات اور تلاوتِ قرآن جیسی عبادات میں مشغول رہا جائے، جس میں اس قسم کی قباحتیں بھی نہیں ہیں اور زیادہ تردّد بھی نہیں ہے اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کر کے آئندہ انہیں چھوڑنے کا عزم کیا جائے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور بخشش کی امیدیں وابستہ کی جائیں (۹)...... یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ علماء کرام ازخود اس نماز کو کوئی خاص اہمیت و ترجیح نہیں دیتے محض عوام کو اس راستے پر لگائے جا رہے ہیں، اس کی وجہ؟

براہ کرم قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں مفصل جواب دے کر شکوک و شبہات کا ازالہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: ...... صحیح اور راجح قول کے مطابق صلوٰۃ التسبیح صحیح حدیث سے ثابت ہے، اس نماز کے بارے میں جو احادیث و روایات منقول ہیں وہ تعداد کے اعتبار سے دس سے زیادہ ہیں، جو مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، ان میں زیادہ مشہور اور سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، دوسری بعض احادیث کو کچھ محدثین نے ضعیف یا موضوع قرار دیا ہے لیکن بہت سے جلیل القدر حضرات نے صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کو صحیح یا کم از کم حسن قرار دیا ہے اور بیشتر اسلاف سے بھی یہ نماز بلا نکیر متوارث و منقول ہے، لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی صلوٰۃ التسبیح کی تمام احادیث و روایات کو بالکل ضعیف یا موضوع قرار دے کر صلوٰۃ التسبیح کا انکار کرنا معتبر نہیں بلکہ تشدد ہے، اور اگر بالفرض حدیث ضعیف ہو تو بھی چونکہ فضائل میں حدیث ضعیف بھی حجت ہوتی ہے، اس لئے اس حدیث سے استدلال درست ہے، خصوصاً جبکہ اس مسئلہ میں متعدد احادیث منقول ہوں تو ایک درجہ ضعف بھی ختم ہو جاتا ہے اور صلوٰۃ التسبیح ایک نفل اور زیادہ سے زیادہ مستحب عمل ہے، جس کا ثبوت ضعیف حدیث سے بھی ہو سکتا ہے۔

جہاں تک صلاۃ التسبیح باجماعت پڑھنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں معلوم ہونا چاہئے کہ صلوٰۃ التسبیح نفل نماز ہے اور نفل نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے، اور خواتین کا تو باجماعت فرض نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے تو نفل نماز باجماعت پڑھنا اور بھی زیادہ بُرا ہوا، لہٰذا جو خواتین و حضرات صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھتے ہیں، وہ ثواب کے بجائے گناہ گار ہیں، ان کو اپنے اس غلط عمل کی اصلاح کرنی چاہئے، اسی طرح صلوٰۃ التسبیح

کے بارے میں جو گناہوں کی معافی کا بعض روایات میں ذکر ہے، اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، اور کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ شرط ہے۔

(۱)......ایسی کوئی حدیث ہماری نظر سے نہیں گذری جس سے خود حضور ﷺ کے صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا ثبوت ملتا ہو مگر چونکہ آپ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ اس نماز کی فضیلت ثابت ہے اور ثبوت کے لئے حضور ﷺ کا قول و عمل دونوں حجت ہیں لہٰذا اس کی فضیلت یا ثبوت حضور ﷺ سے بطورِ خود پڑھنے پر موقوف نہیں۔

(۲)......ایسی کوئی روایت ہمارے علم میں نہیں، لیکن صرف اس ایک بات کی وجہ سے کسی ثابت شدہ فضیلت کا انکار درست نہیں، اور مومنین سے اچھا گمان رکھنے کا حکم ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما تو عام مومنین سے بڑھ کر صحابی کا درجہ رکھتے ہیں، حسنِ ظن کے درجہ میں ان سے بھی اس نماز کے پڑھنے کا گمان رکھنا چاہئے، نیز یاد رہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر جمعہ کے دن یہ نماز پڑھتے تھے، اور ابو الجوزاء تابعی ہر روز بعد اذان ظہر قبل نماز پڑھتے تھے (بحوالہ نماز مسنون ص ۵۷۹)

(۳)......اس نماز سے متعلق روایات درج ذیل دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں (۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (۲) فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (۳) عباس رضی اللہ عنہ (۴) ابو رافع رضی اللہ عنہ (۵) انس رضی اللہ عنہ (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہ (۷) علی رضی اللہ عنہ (۸) جعفر رضی اللہ عنہ (۹) عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ (۱۰) ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ (جن کے نام میں اختلاف ہے) (بحوالہ معارف السنن) اور کئی محدثین و فقہائے کرام سے اس نماز کے اہتمام اور ترغیب کا ثبوت موجود ہے،

(۴)......جب اس نماز کی فضیلت حدیث و روایت اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور کئی ائمہ سے ثابت ہے (جیسا کہ آگے آتا ہے) تو اس کا اہتمام بلاشبہ درست ہے۔

(۵)......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ اس نماز کی فضیلت سے متعلق متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد فائدہ میں تحریر فرماتے ہیں:

> (۱) ''صلاۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ کچھ احادیث بالا سے ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے علمائے امت، محدثین، فقہاء، صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں، امامِ حدیث ''حاکم'' نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے

زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں، جن میں عبد اللہ بن مبارک بھی ہیں، یہ عبداللہ بن مبارک امام بخاری کے استادوں کے استاد ہیں، بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے پہلے ابوالجوزاء جو معتمد تابعی ہیں، اس کا اہتمام کیا کرتے تھے، روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے، عبدالعزیز بن ابی رواد جو ابن مبارک کے بھی استاد ہیں، بڑے عابد، زاہد، متقی لوگوں میں ہیں کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلاۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے ''ابوعثمان حیری'' جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ ''میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلاۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی'' علامہ تقی سبکی فرماتے ہیں کہ ''یہ نماز بڑی اہم ہے'' بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا چاہیئے، جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دور ہے اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیئے''......مرقاۃ میں لکھا ہے ''کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے............(۲) بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے، بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا لیکن جب روایت بہت سے صحابہ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے، البتہ دوسری آیات اور احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی شرط ہوگی (فضائل اعمال، فضائل ذکر ص ۱۷۴، ۲۳۸)

خلاصہ یہ کہ شیخ الحدیث صاحب نے اس نماز کے انکار کا اعتراف نہیں کیا بلکہ اس کے فضائل کے ثبوت کا اعتراف کیا ہے، سائل نے شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی ادھوری بات نقل کر کے غلط تأثر دینے کی کوشش کی ہے، جو شرعاً گناہ ہے۔

(۶)......لوگوں کی یہ غلط فہمی قابلِ اصلاح ہے لیکن اس کی وجہ سے ثابت شدہ عمل یا اس کی ثابت شدہ فضیلت کا انکار درست نہیں۔

(۷)......فقہی اصول یہ ہے کہ یہ تسبیحات بھی اس نماز کا حصہ ہیں، لہٰذا ان کے شمار کی طرف توجہ نماز کے خلاف یا خشوع کے منافی نہیں، البتہ ساتھ ساتھ نماز کے دیگر ارکان واذکار کی طرف توجہ رکھنا ضروری

ہے۔صلاۃ التسبیح کے کلمات کا زبان سے شمار کرنا تو نماز کو فاسد کردیتا ہے بہتر یہ ہے کہ دل ہی دل میں بغیر کسی تلفظ اور اشارہ کے شمار کیا جائے البتہ کسی کو یاد رکھنا مشکل ہو تو بامرِ مجبوری انگلیاں کھول اور بند کر کے اشارہ سے شمار کرنا جائز ہے مگر بہتر نہیں۔

(۸)......صلوٰۃ التسبیح کے ثبوت کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے اعمالِ صالحہ کو چھوڑ کر صرف صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کیا جائے ،لہٰذا دیگر ثابت شدہ نوافل واعمالِ صالحہ کو بھی ان کے درجہ کے مطابق انجام دینا چاہئے ،اور صلوٰۃ التسبیح کی وجہ سے دیگر نیک اعمال کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔اگر واقعی کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ اس نماز سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور توبہ واصلاح کی ضرورت ہی نہ سمجھے تو ایسے کے لئے بے شک یہی بہتر ہے کہ وہ غلط فائدہ اٹھانے کے بجائے اپنی اصلاح کرے اور اس نماز کو بھی مرتبے سے نہ بڑھائے۔ورنہ ایسے وقت یا ایسے شخص کے حق میں واقعی صلوٰۃ التسبیح ان خرابیوں کے پائے جانے کی وجہ سے قابلِ ترک کہلائے گی لانه عمل مستحب والمنكر اذا توجد فى المستحب يترك به.

(۹)......اس کی صحیح وجہ وہی علماء بتا سکتے ہیں جو ایسا کرتے ہیں ،تمام علماء پر یہ الزام عائد کرنا درست نہیں اور جیسا کہ معلوم ہوا کہ صلوٰۃ التسبیح ایک نفل نماز ہے ،اگر کوئی عالم اس کا عملی اہتمام نہیں کرتا تو وہ گناہ گار نہیں ،اور بے شمار اہلِ حق علمائے کرام وہ ہیں جو اس نماز کی فضیلت کی نہ تو عوام میں تبلیغ کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ ہی اس کو حد سے زیادہ بڑھاتے ہیں ، بلکہ اس قسم کی پیدا شدہ خرابیوں سے عوام کو آگاہ بھی کرتے رہتے ہیں ،اس کے علاوہ عوام الناس میں بے حد وحساب خرابیاں اور منکرات وبدعات وہ ہیں جو خود عوام یا پھر اہلِ بدعت وناہل علمائے سوء نے پیدا کی ہیں اور عوام ان کو ثواب سمجھ کر کئے جا رہے ہیں ،دوسری طرف خود اہلِ حق علمائے کرام برابر ان منکرات وبدعات کے خاتمہ کے لئے کوشاں ہیں ،تو کیا ان خرابیوں کا الزام بھی اہلِ حق علماء پر عائد ہوتا ہے۔(صلوٰۃ التسبیح کے تفصیلی ثبوت اور فضائل ومسائل کے بارے میں مولانا مفتی عبدالروٴف سکھروی صاحب کا رسالہ ’’صلاۃ التسبیح کے فضائل ومسائل‘‘ کا مطالعہ کیا جائے)

✪صلاة التسبيح،قال البيهقي :كان عبد الله بن المبارك يصليها،وتداولها الصالحون بعضهم عن بعض،وفى ذلك تقوية للحديث المرفوع،واقدم من روى عنه فعلها ابو الجوزاء اوس بن عبد الله البصرى من ثقات التابعين،اخرجه الدارقطنى عنه بسند حسن عنه ،فكان يصليهابالظهر بين الاذان والاقامة،وقال عبد العزيز بن ابى داؤد،وهو من اقدم ابن المبارك:من اراد الجنة فعليه بصلاة التسبيح،وقال ابو عثمان الحيرى الزاهد:ما رايت للشدائدوالغموم مثل صلاة التسبيح.

ونص على استحبابهامن الشافعية ابو حامد والمحاملى والجوينى وابنه امام الحرمين

والغزالی والقاضی حسین والبغوی والمستولی وزاهر بن احمد السرخسی والرؤیانی وغیرهم،ومن الحنفیة صاحب''القنیة''وصاحب ''الحاوی القدسی''وصاحب ''الحلیة''وصاحب''البحر''وغیرهم،وللعلامة ابن طولون الدنشقی فیها رسالة سماها''الترشیح فی صلاۃ التسبیح''وقد قال بعض المحققین بعظیم فضلها:لایترکهاالا متهاون بالدین .حکاه ابن عابدین .وقال ابوعبدالله الحاکم فی ''المستدرک''(۱۰۹ ۳۱۹)بعد روایة حدیث ابن عمر فی صلاۃ التسبیح : ومما یستدل به لصحة هذا الحدیث استعمال الائمة من اتباع التابعین الی عصر نا هذا ایاه ومواظبتهم علیه وتعلیمهن الناس ، منهم عبدالله ابن المبارک رحمة الله علیه اه .

وممن الف فیه من المحدثین : الحافظ ابوعبدالله ابن منده الاصبهانی والحافظ ابومر المدینی والخطیب البغدادی کل افردها بجزء مفرد وصحح حدیث ابن عباس فیها کمایاتی . والاحادیث المرویة فیها تجاوز العشرة : من روایت عبدالله ابن عباس والفضل وابیهما العباس وابی رافع وانس وابن عمروعلی ابن ابی طالب واخیه جعفر وابنه عبدالله بن جعفر وام سلمة والانصاری . غیر مسمی . وقیل : هوجابر بن عبدالله ، وقیل : انه ابوکبشة الانماری . تجدها مسرو. ''للآلی المصنوعة '' وامثل هذه الاحادیث واشهرها واصحها اسناداً حدیث ابن عباس ،وموسیٰ بن عبدالعزیز فیه وثقه ابن معین والنسائی وابن حبان ، واخرجه البخاری من طریقه فی القراۃ . واخرج له فی الادب. وحدیث ابی رافع فیه موسی بن عبیدۃ الربذی ضعفوه ولکن ابن حبان ذکره فی الثقات. وقال ابن سعد: ثقة ولیس بحجة ،وعسی ان یصلح مثله شاهداً لحدیث ابن عباس. واقول : وحدیث عبدالله بن عمروعندابی داؤد له طرق ،واحسنها طریق ابی داؤد، وقدحسنها المنذری ، فیکفی شاهداً لحدیث ابن عباس. علاانه قدصححه الحاکم من غیر طریق ابی داؤدایضاً ، ووافقه الذهبی فی ''تلخیصه '' فقال : هذا اسناد صحیح لاغبارعلیه اه . وحدیث انس الذی رواه الترمذی فی الباب الظاهر انه لاعلاقة له بصلاۃ التسبیح کماینبه علیه العراقی وابن حجر وغیرهما. والبقیة لاتخلوعن ضعیف وساقط،وربماافادقوۃ اجتماعها وان کان احادهاضعیفة ، وصحة حدیث ابن عباس وحده یکاد یکون کفیلاً لصحة البقیة والله اعلم . ولاشک ان الشریعة الغراء عینت انواعاً من الصلاۃ ، وکل نوع لیس له اصل فی الشریعة بدعة ، ومن احدثها من غیر اصل ثابت ابتدع(معارف السنن ج ۴ص ۲۸۲و۲۸۳)

✪قال الحافظ (ای المنذری) : وقدروی هذا الحدیث من طرق کثیرۃ وعن جماعة من الصحابة وامثلها حدیث عکرمة هذاوقدصححه جماعة منهم الحافظ ابوبکرالاجری ، وشیخناابومحمدعبدالرحیم المصری ، وشیخنا الحافظ ابوالحسن المقدسی رحمهم الله تعالیٰ، وقال ابوبکر بن ابوادود سمعت ابی یعقوب یقول :لیس فی صلاۃ التسبیح حدیث صحیح غیر هذا، وقال مسلم بن الحجاج رحمه الله تعالیٰ: لایروی فی هذا الحدیث اسناد حسن من هذا یعنی اسناد حدیث عکرمة عن ابن عباس وقال الحاکم :قد صحت الروایة عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله ﷺ ،علم ابن عمه هذه الصلاۃ،ثم قال : حدثنا احمد بن داودبمصر ثنااسحاق بن کامل ثناادریس بن یحی عن حیات بن شریح عن یزید بن ابی حبیب عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما ، قال : وجه رسول الله ﷺ جعفر بن ابی طالب الی بلاد الحبشة ،فلما قدم اعتنقه وقبل بین

عينيه ثم قال الااهب لک الااسرک الا امنحک ؟ فذكر الحديث ثم قال : هذا اسناد صحيح لاغبار عليه ،قال المحلى (اى المنذرى رضى الله عنه)وشيخه احمدبن داودبن عبدالغفار ابوصالح الحرانى ثم المصرى تكلم فيه غيرواحد من الائمة وكذبه الدارقطنى اه قال بعض الناس : والاظهر ان الحاكم اعلم بشيخه على ان الاختلاف لايضر قلت واين الاختلاف ؟ فلم نراحدمن الائمة وثقه ،وترجمته مستوفاة فى (السان ج ١ ص ١٦٨)نعم قدحسن ابن عبدالبر حديثه عن ابى مصعب عن مالک كما فى (السان) وصحح الحاكم حديثه فى صلاة التسبيح هذا ففى هذا يتحقق الاختلاف ،والله اعلم (اعلاء السنن ،كيفية صلاة التسبيح ج ٧ ص ۴۴)

✪ولهذا لم يستحب صلاة التسبيح لضعف خبرهاعنده (اى احمد)مع انه خبر مشهور عمل به وصححه غير واحد من الائمة (الاداب الشرعية فصل فى العمل باالحديث الضعيف لمحمد بن مفلح بن مقدسى حنبلى)

✪وما تقرر من سنيتها هوالمعتمد قال ابن الصلاح وحديثها حسن وكذاالنووى فى التهذيب وهو المعتمد(تحفة الحبيب على شرح الخطيب لسليمان بن محمدالبحيرمى شافعى باب صلاة التسبيح)

✪الحق فى حديث صلاة التسبيح انه حسن لغيره فمن اطلق تصحيحه كابن خزيمة والحاكم يحمل على المشى على ان الحسن يسمى لكثرة شواهده صحيحا ومن اطلق ضعفه كالنووى فى بعض كتبه ومن بعده اراد من حيث مفردات طرقه ومن اطلق انه حسن اراد باعتبار ماقلناه فحينئذلاتنافى بين عبارات الفقهاء والمحدثين المختلفة فى ذالک حتى ان الشخص الواحد يتناقض كلامه فى كتبه فيقول فى بعضها حسن وفى بعضها ضعيف كالنووى وشيخ الاسلام العسقلانى . ومحمل ذالک النظر لما قررته (الفتاوىٰ الكبرى الفقهية باب صلاة النفل ،صلاة التسبيح ج ١ ص ١٩٠)

✪وهى سنة حسنة وحديثها فى ابى داود والمستدرک وصحيح ابن حبان وله طرق يعضد بعضها بعضا فيعمل به لاسيمافى العبادات ووهم ابن الجوزى فعده فى الموضوعات فقد علمها النبى ﷺ للعباس كمارواه ابنه عبدالله رضى الله عنهما وفى صحيح ابن خزيمة (انه ﷺ قال للعباس ان استطعت ان تصليها فى كل يوم مرة فافعل فان لم تفعل ففى كل جمعة مرة فان لم تفعل ففى كل شهر مرة فان لم تفعل ففى كل سنة مرة فان لم تفعل ففى عمرک مرة) وفى معجم الطبرانى (فلوكانت ذنوبک مثل زبد البحر اورمل عالج غفرالله لک) قال المصنف فى اذكاره عن ابن المبارک فان صلاها ليلافالاحب الى ان يسلم من كل ركعتين وان صلاها نهارا فان شاء سلم وان شاء لم يسلم،وما تقررمنانها سنة هوالمعتقد كماصرح به ابن الصلاح وغيره وان قال فى المجموع بعد نقل استحبابها عن جمع : وفى هذاالاستحباب نظر لان حديثها ضعيف وفيها تغيير لنظم صلاتها المعروف ، فينبغى ان لاتفعل (مغنى المحتاج الى معرفة الفاظ المنهاج باب صلاة النفل كتاب الصلاة)

فقط: واللہ اعلم۔ محمد یونس۔۱۲/۱۱/۱۴۲۵ھ، دارالافتاء والاصلاح، ادارہ غفران، راولپنڈی۔

الجواب صحیح: محمد رضوان۔۱۲/۱۱/۱۴۲۵ھ

کیا آپ جانتے ہیں؟ م-ر-ن

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

قربانی نہ کرنے پر وعید

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص پر قربانی واجب ہو اور اس کے باوجود وہ قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے (مسند احمد، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی واجب ہونے کے بعد نہ کرنا سخت وبال کا باعث ہے۔

قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کرنا

قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کا حصہ شامل کیا جا سکتا ہے، یعنی اگر بڑے جانور میں کچھ حصے قربانی کے ہوں اور اس میں کچھ حصے عقیقہ کے طور پر شامل کر لئے جائیں تو یہ جائز ہے۔

فجر کی نماز کھڑی ہو جانے کے بعد سنتیں ادا کرنا

فجر کی نماز کھڑی ہو جانے کے بعد سنتیں پڑھنے کے بارے میں آج کل بہت افراط وتفریط پائی جاتی ہے موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات کا دعویٰ تو یہ ہے کہ فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد سنتیں پڑھنا جائز نہیں رہتا، ایسی حالت میں سنتیں پڑھے بغیر فجر کی جماعت میں شامل ہونا چاہئے کیونکہ فرض کے بعد سنتیں پڑھنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اور سنتیں فجر کے فرضوں کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پڑھ لینی چاہییں، اور عوام الناس کا بہت بڑا طبقہ وہ ہے جو فجر کی سنتوں کو ادا کرنے کے لئے کسی شرط وقید کا پابند نظر نہیں آتا، خواہ جماعت کی صفوں کے بالکل متصل پیچھے کھڑے ہو کر ہی پڑھیں اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ دونوں طرز عمل شریعت سے ہٹے ہوئے ہیں، اصل اور صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جب فجر کی نماز کھڑی ہو جائے اور فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد امام کے بعد کم از کم تشہد میں ملنے کی امید ہو تو ایسے وقت بہتر تو یہ ہے کہ گھر میں فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد جا کر جماعت میں شامل ہوا جائے، اور اگر گھر میں سنتیں نہیں پڑھیں تو مسجد سے باہر کوئی جگہ ہو تو وہاں پڑھیں اگر باہر کوئی جگہ نہ ہو تو مسجد کے جس حصہ میں نماز ہو رہی ہے اس کے علاوہ دوسرے حصہ میں پڑھیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم کسی ستون یا دیوار وغیر کی آڑ میں

Iqra Ghufran

پڑھیں، اور نمازیوں کی صف کے پیچھے بغیر کسی آڑ اور حائل کے پڑھنا مکروہ تحریمی اور گناہ ہے، ایسی کوئی جگہ میسر نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شامل ہونا چاہئے، اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد اشراق کا وقت ہونے پر پڑھ لینی چاہئے۔ سورج نکلنے سے پہلے سنتیں پڑھنا حضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے معمول سے ثابت نہیں اور حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ خاص اس جگہ بلا حائل نہ پڑھی جائیں جہاں فرض نماز کھڑی ہو، اور بلا حائل صف کے متصل پڑھنے کی ممانعت پہلے ذکر کی جا چکی نیز یہ ممانعت اس صورت میں بھی ہے جبکہ سنتوں میں مشغول ہونے سے فرض کی جماعت بالکل نکل جائے نیز حدیث کی ممانعت عام سنتوں کے بارے میں ہے اور فرض نماز کھڑی ہو جانے کے بعد سنتیں ادا کرنے کا حکم بھی خاص فجر کی سنتوں کے بارے میں ہے کیونکہ فجر کی سنتوں کی تاکید دوسری سنت نمازوں سے زیادہ ہے، یہاں تک کہ بعض فقہاء نے ان کو واجب قرار دیا ہے لہٰذا حدیث سے کوئی ٹکراؤ نہ رہا (کذا فی احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۰ و ۴۶۱)

قید خانہ اور جیل سے رہائی کا عمل

اگر کوئی شخص قید خانہ یا جیل میں بند ہو اور کسی طرح رہائی نہ ہو رہی ہو تو پوری سورہ جن پارہ ۲۹ کی کثرت سے تلاوت کر کے دعا کیا کرے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی رہائی حاصل ہو جائے گی (اعمالِ قرآنی حصہ دوم ص ۱۰۱ بتغیر)

دُشمن کے ضرر سے حفاظت کا عمل

اگر کسی شخص کو دشمن سے سابقہ پڑ جائے اور اس سے نقصان و ضرر پہنچنے کا خطرہ ہو تو سورہ نازعات پارہ ۳۰ کی تلاوت کرنے سے دشمن کے شر اور ضرر سے حفاظت رہے (اعمالِ قرآنی حصہ دوم ص ۱۰۰ بتغیر)

سوتے وقت غسل واجب ہونے سے حفاظت کا عمل

اگر کسی کو رات کو سوتے ہوئے احتلام کی وجہ سے غسل کی ضرورت کثرت سے پیش آتی ہو تو سوتے وقت درج ذیل آیات پڑھنے سے حفاظت رہتی ہے وہ آیات یہ ہیں:

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَاالطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ (سے) وَلَانَاصِرُ تک

(سورہ طارق پارہ ۳۰ آیات نمبر ۱ تا ۱۰)

حیرت کدہ **مولانا محمد امجد**

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

بابل ونینوا سے بغداد تک (قسط ۳)

المقریزی نے ۸۴۱ھ/۱۴۳۷ء میں بغداد کا یہ نقشہ کھینچا ہے:

''بغداد تباہ ہوگیا، اس میں کوئی مسجد نہیں رہی، نہ جمعہ ہوتا ہے نہ کوئی بازار ہے، اس کی اکثر نہریں خشک ہوچکی ہیں، اب اسے بمشکل ہی شہر کہا جاسکتا ہے''

یہ اس الف لیلوی شہر بغداد کے خدوخال ہیں جو تاتاری حملہ سے پہلے مدینۃ العلم اور مرکز اسلام تھا، بنوعباس کا بنایا اور سجایا ہوا عروس البلاد تھا، جس کی کچھ جھلک گزشتہ قسطوں میں یاقوت حموی اور یعقوبی کے بیانات میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، معلوم نہیں تاتاری حملے کے کتنے عرصے بعد بغداد کے کھنڈرات میں زندگی کے کچھ آثار نمودار ہوئے ہوں گے اور پھر بستے بستے یہ بستی آباد ہوئی ہوگی اور پھر رفتہ رفتہ کسی درجے میں قصبہ یا شہر بنا ہوگا لیکن یہ معلوم ہے کہ چنگیز خان کی حشر سامانیوں اور ہلاکو خان کی ہلاکت آفرینیوں کے بعد اس قوم میں ایک تیسرا غارت گر تیمور لنگ صائقہ آسمان بن کر آٹھویں صدی ہجری میں نمودار ہوا جو اپنا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ نسب سے ملاتا تھا (یہ ملحوظ رہے کہ تیمور لنگ مسلمان تھا، چنگیز کے بعد اس کی دوسری تیسری نسل سے ہی تاتاریوں، منگولوں میں اسلام کی اشاعت شروع ہوگئی تھی جس کا دائرہ تھوڑے عرصے میں ہی اس پوری فاتح قوم کو محیط ہوگیا) ہندوستان کے شاہان مغلیہ کا جد امجد اور سلطنت ال تیمور کا بانی صاحب قرآن تیمور لنگ دریائے آمو کے اس پار سے اٹھا، آندھی اور طوفان بن کر پورے ایشیا پر چھا گیا، ممالک مشرق کو پامال اور اقوام مشرق کو زیرنگیں کیا، دریائے سندھ پار کر کے پنجاب کو روندتا ہوا دھلی پر جا کر قابض ومتصرف ہوا، غرضیکہ فارس، ہندوستان، عراق، خوازم، خراساں، گرگاں، مازنداں، سیستان، آرمینیا، روس، قفقاز، گرجستان، کوئی ملک اس کی شمشیر خاراشگاف کی دسترس سے باہر نہ رہا، بغداد دو دفعہ اس کے ہاتھوں برباد ہوا، ۸۰۳ھ میں جب بغداد پر دوسری دفعہ قابض ہوا تو ۲۰ ہزار لوگوں اور بعض تاریخی روایات کے اعتبار سے ۴۰ ہزار) کو محض اس وجہ سے قتل کرادیا کہ انہوں نے اس کے حریف

سلطان احمد جلائر کی حمایت کی تھی، بغداد میں تیمور کے اس دوسرے حملے میں بڑی تباہی ہوئی، محلے کے محلے ویران ہوگئے، ۸۱۳ھ میں بغداد ترکمانوں کے قبضہ میں چلا گیا، ترکمانوں کی عملداری میں اس کی حالت ابتر ہی ہوتی چلی گئی، لوگ نقل مکانی کر کر کے منتشر ہوگئے بار بار سیلاب آنے سے بڑی تباہی پھیلی، المقریزی نے جو مذکورہ بالا نقشہ بغداد کا کھینچا ہے وہ اسی دور کا ہے۔

۹۱۴ھ/۱۵۰۸ء میں بغداد شاہ اسماعیل صفوی ایرانی کے قبضے میں آ گیا جس پر ایرانیوں اور ترکی کے عثمانیوں میں اس کے قبضے کے لئے لڑائیاں شروع ہوگئیں، ۹۷۸ء میں مراد پاشا نے اس شہر میں نئے سرے سے تعمیرات شروع کیں۔ ۱۰۴۸ھ یا ۱۱۱۶ھ (۱۷۰۴ء) تک بغداد پر نیم خودمختار ۲۴ بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی اس زمانہ میں شہر میں تعمیر و مرمت جاری رہی۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے شروع میں حسن پاشا کا تقرر ہوا تو بغداد میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگیا۔ حسن پاشا منی چرنیوں (عثمان سلاطین کی مخصوص فوج) کا زور توڑنے کے لئے مملوکوں کو آگے لایا، اس طرح بغداد پر ممالیک کی حکومت کی بنیاد پڑی۔ حسن پاشا کے بعد اس کا بیٹا احمد پاشا حکمران بنا، اس کے دور میں بغداد کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی۔ ۱۷۴۷ء میں احمد پاشا کی وفات کے بعد ال عثمان (سلاطین ترکیہ) نے دوبارہ بغداد پر قبضہ جمانا چاہا لیکن مملوکوں کی مزاحمت آڑے آئی ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء میں سلیمان پاشا پہلا مملوک تھا جس کو عثمانی عملداری میں بغداد کا والی بنایا گیا ۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء سے جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) کے بعد ترکی کی عثمانی خلافت کے سقوط تک بغداد براہ راست تاج قسطنطنیہ (استنبول) یعنی خلافت ترکیہ کی ماتحتی میں رہا۔ ۱۸۵۳ء میں بغداد کی آبادی تقریباً دو لاکھ کے قریب تھی ۱۹۴۷ء میں آبادی کا شمار چار لاکھ چھیاسٹھ ہزار تک جا پہنچا جو کہ ۱۹۶۷ء میں بائیس لاکھ ستر ہزار تک ہوگیا تھا۔

پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۲۰ء میں بغداد سمیت پورے عراق کو برطانیہ کی تولیت میں دے دیا گیا۔ جنگ عظیم اول عالم اسلام کی اجتماعیت میں آخری کیل ثابت ہوئی، اٹھارہویں صدی عیسوی سے مغربی استعمار نے آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اسلامی ممالک کو پہلے ہی اپنی کالونیوں میں تبدیل کر دیا تھا، لے دے کر خلافت ترکیہ تھی جس سے ملت کی کچھ آبرو قائم تھی اور ایک مرکز موجود تھا جو امت کی امیدوں کا محور تھا، جنگ عظیم اول نے یہ آخری چراغ بھی گل کر دیا ؎

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی ایک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

جنگ عظیم اول میں ترکی کی شکست کے بعد جب اتحادی قوتیں (اقوام مغرب) عثمانی مقبوضات اورمما لک کے حصے بخرے کرکے آپس میں بانٹ رہے تھے اورخلافت کو کالعدم کرنے پر تل گئے تھے توپورے عالم اسلام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔خصوصاً متحدہ ہندوستان کے مسلمان تلملا اٹھے،اوران کی بے قراری کالاوا تحریک خلافت کی شکل میں پھوٹ پڑا،تحریک خلافت برطانوی ہند کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے،آزادی وحریت کے اس چراغ سے کئی چراغ جلے،اورقوم میں بدیسی سامراج سے چھٹکارا پانے کا احساس وشعور بڑھنے لگا،بہرحال ترکی مقبوضات کی بندر بانٹ میں عراق برطانیہ کے حصے میں آیا، ۱۹۲۱ء میں انگریزوں نے شریف حسین سابق شریف مکہ کے بیٹے شاہ فیصل اول کوعراق کا بادشاہ بنایا، شریفی خاندان پر یہ نظرنوازی اس غداری کے صلے میں تھی جو جنگ کے اس نازک موقع پرخلافت ترکی کے ساتھ کی تھی، یہ حقیقت ہے کہ اگرشریف حسین اوراس کے بیٹے انگریزوں کے دام فریب میں آ کرخلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت نہ کرتے جس کے نتیجے میں ترکوں کوعرب سے بے دخل ہونا پڑا۔تو آج اسرائیل کا کہیں نام ونشان نہ ہوتا،شریف حسین جاہ طلب اوراقتدار کا حریص تھا اس نے نیل کے ساحل سے لے کرفرات تک انگریزی چھتری کے نیچے اپنا اقتدار قائم کرنے کا خواب دیکھا تھا لیکن یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔۱۹۲۴ء میں ملک میں نیا آئین نافذ ہوا جس میں طے پایا کہ بادشاہ کے اختیارات محدود ہوں گے اوروہ پارلیمانی حکومت کے زیر ہدایت کارفرما ہوگا۔شاہ فیصل اول ۱۹۳۳ء میں فوت ہوگیا یادرہے کہ شاہِ اردن شاہ عبداللہ اورشاہ فیصل مذکور دونوں سوتیلے بھائی تھے،شاہ فیصل کے انتقال پراس کا بیٹا غازی تخت نشین ہوا جس نے ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۹ء تک حکومت کی اس کے انتقال کے بعداس کا کم سن بیٹا امیر فیصلِ ثانی تاجدار بنایا گیا اوراس کی کم سنی کی وجہ سے اس کا چچا عبداللہ ایجنٹ مقرر ہوا۔امیر فیصل ثانی کی رسم تاجپوشی ۱۹۵۳ء میں ادا ہوئی اورعبداللہ مذکورکوولی عہد بنادیا گیا،جولائی ۱۹۵۸ء میں جنرل عبدالکریم قاسم نے امیر فیصل کا تختہ الٹ دیا اورامیر فیصل کوقتل کرکے ملک کی زمام اقتدار ایک انقلابی کونسل کے سپرد کردی گئی۔۱۹۶۳ء میں عبدالسلام عارف جوعبدالکریم قاسم کا معتمد اورحلیف تھا اس نے فوجی بغاوت کرکے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا اورعبدالکریم عارف کو پھانسی دے دی گئی۔۱۹۶۶ء میں عبدالسلام عارف ایک ہوائی حادثہ میں ہلاک ہوگئے توان کے بھائی عبدالرحمان عارف تحت نشین ہوئے

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں — گرچہ ہیں تابدار ابھی گیسوئے دجلہ وفرات

(جاری..........)

طب و صحت

قاری فضل الحکیم

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

نمونیہ (Pneumonias)

نمونیہ پورے پھیپھڑے کی مکمل سوزش ہے اوراس میں سوزش کی وجہ سے ہونے والی تمام علامات واضح نظر آتی ہیں ۔ یہ صورت حال جراثیم ، وائرس ، تپ دق ، انفلوئنزا ، طاعون ، طفیلی کیڑوں ، پھپھوندی اورتاب کاری کی وجہ سے ہوسکتی ہے ، کیمیاوی عناصر میں سے کوئی چیز سانس کے ساتھ اندر چلی جائے تو وہ بھی پھیپھڑوں میں مکمل سوزش کا باعث ہوسکتی ہے جیسے گیس، مٹی کا تیل، پٹرول اورزہریلے دھوئیں ۔

عام طور پر جس کیفیت کولوگ نمونیہ کہتے ہیں وہ جراثیم کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

شدید نمونیہ (Lobar Pneumonia): یہ عام طور پر کسی سابقہ تکلیف کے بغیر براہ راست حملہ آور ہوتا ہے جراثیم پورے پھیپھڑے کو آناً فاناً اپنی لپیٹ میں لے کر اچھا خاصا مریض بنا دیتے ہیں ۔ ہمارے ملک میں خیال کیا جاتا ہے کہ اگر کسی کو زیادہ سردی لگ جائے یا وہ موسمِ سرما میں بارش کے دوران گھر سے باہر نکل جائے تو اسے نمونیہ ہوجاتا ہے یہ دونوں خیالات ہر نمونیہ کا سبب سمجھنا درست نہیں ۔

عمر اور جنس: نمونیہ کسی بھی عمر میں حملہ آور ہوسکتا ہے ہمارے ملک میں بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں ۔ جبکہ مغربی ممالک میں جسمانی کمزوری کے باعث بڑی عمر کے لوگ زیادہ متاثر ہوتے ہیں ۔

نمونیہ کسی بھی عمر یا موسم میں ہوسکتا ہے لیکن سردی کے دنوں میں زیادہ ہوتا ہے، کبھی کبھار ایک ہی علاقہ میں بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں ۔ جسے محدود وباء بھی کہا جاسکتا ہے ۔ پرانے زمانے میں ڈاکٹر صاحبان کسی بچے کو چھاتی میں درد، بخار اور سانس کی رکاوٹ میں مبتلا دیکھ کر لواحقین کو بتایا کرتے تھے کہ بچے کو ڈبل نمونیہ ہوگیا ہے ۔ پھیپھڑے جب جراثیم کی زد میں آ کر متورم ہوتے ہیں تو یہ ورم دونوں طرف برابر کا ہوتا ہے ۔ دونوں پھیپھڑے پہلے دن سے ہی یکساں زد میں آتے ہیں ۔ حیرت کی بات ہے وہ لوگ ڈبل کس کیفیت کو کہتے تھے ۔ امریکہ میں ہر سال 30 لاکھ افراد کو نمونیہ ہوتا ہے ۔ جن میں سے 5 لاکھ کی حالت اتنی خراب ہوتی ہے کہ ان کو ہسپتال میں داخل کروانا پڑتا ہے ۔

پھیپھڑوں میں سوزش پیدا کرنے والے جراثیم مریض کے قریب سانس لینے ، گلے اور ناک میں پرانی

سوزش کی بدولت جسم میں داخل ہوکر بیماری کے باعث ہوتے ہیں عام طور پر ایک اچھے بھلے تندرست شخص کو نمونیہ نہیں ہوسکتا، لیکن وہ مسلسل بادہ نوشی، ذیابیطس، سگریٹ نوشی کی وجہ سے کمزور ہو چکا ہو یا ایڈز کی وجہ سے اس کی قوت مدافعت ماند پڑ گئی ہو۔

علامات: عام طور پر بیماری کا آغاز بخار، کھانسی، سردی لگنے سے ہوتا ہے پہلے زور کی سردی لگتی ہے۔ جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے، جی متلاتا ہے، شدید کمزوری محسوس ہوتی ہے، بھوک اُڑ جاتی ہے، سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے شدید کھانسی کے ساتھ ابتداء میں تھوڑی سی بلغم اور کچھ دن گزرنے پر بلغم کی مقدار میں اضافہ ہوجاتا ہے اس کا رنگ زنگاری اور کبھی کبھی خون بھی شامل ہوتا ہے بلغم نکالنے میں مشکل پیش آتی ہے بڑی عمر کے لوگوں کے دماغ پر اثر ہوسکتا ہے اور وہ ہذیان میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ کھانسنے سے چھاتی میں درد ہوتا ہے۔ کروٹ بدلنے اور لمبا سانس لینے سے بھی درد محسوس ہوتا ہے۔ وہ مریض جو پہلے سے سانس کی نالیوں میں سوزش کا شکار ہیں۔ اگر ان کی قوت مدافعت کسی اور وجہ سے یا کسی اور ضرورت کے تحت کارٹی سون کے مرکبات کھا رہے ہوں تو ان کو بیماری کا حملہ ناگہانی طور پر بھی ہوسکتا ہے۔

آواز بدل جاتی ہے، سانس لینے اور نکالنے کے دوران چھاتی میں حرکات یکساں نہیں ہوتیں۔ مریض کے مکمل تندرست ہونے تک گرم بستر پر آرام کرائیں، جب بخار ختم ہوجائے اور مریض کے سانس کی رفتار اور نبض اعتدال پر آجائے تو مریض آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے تھکن نہ ہونے پائے۔

غذا میں سیال چیزیں کثرت سے دی جائیں۔ یہ خیال رہے کہ وہ کمزوری کو دور کرنے والی ہوں جیسے کہ یخنی، جَو کا پانی، دودھ، دودھ میں کمپلان یا ہارلیکس، جو کا دلیا پتلا سا، ٹماٹر کے بغیر قیمہ، دیئے جائیں۔ مریض کو بھوک کم ہو تو یہ چیزیں تھوڑی مقدار میں بار بار دی جائیں۔ آئس کریم، بوتلیں، ٹھنڈے مشروبات، کھٹی اور چکنی چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔ نمونیہ ایک جراثیمی سوزش ہے جس کے علاج میں مریض کی توانائی کو قائم رکھنا اور جراثیم کو ہلاک کرنے والی صحیح ادویہ کا استعمال ضروری ہے۔

اس مرض کا علاج کسی ماہر و مستند معالج سے کرانا چاہئے اور جب علامات ظاہر ہوں تو غفلت اور کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد

ادارہ کے شب وروز

- ...... ۱۰؍شوال بروز منگل بعد مغرب نئے تعلیمی سال کا افتتاحی جلسہ ہوا، جس میں طلبہ وطالبات اوران کے سرپرست؍والدین مدعو تھے، اس موقعہ پر علم دین کی ضرورت واہمیت وفضیلت پر بیان ہوا، اوران کے والدین کو ہدایات دی گئیں۔
- ...... ۱۱؍شوال بروز بدھ شعبہ حفظ، ناظرہ، قاعدہ بنین وبنات کے اسباق کا باضابطہ آغاز ہوا۔
- ...... ۱۱؍شوال بروز بدھ بعد مغرب تا عشاء حضرت مدیر دامت برکاتہم کی زیرِ صدارت ادارہ غفران کا مرکزی شورائی سالانہ اجلاس ہوا، جس میں اراکین شوریٰ مولانا محمد زاھد صاحب دامت برکاتہم (جامعہ امدادیہ فیصل آباد)، مفتی محمد یونس صاحب دامت برکاتہم، جناب عبدالغفار صاحب اور مفتی محمد امجد صاحب شریک تھے، دو ارکانِ شوریٰ (حضرت مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم بوجہ ناسازی طبیعت اور جناب فیضان صاحب دامت برکاتہم بوجہ سفرحج) موجود نہیں تھے۔
- ...... ۱۲؍شوال بروز جمعرات مولوی محمد امجد صاحب چار یوم کی رخصت پر بمعہ اہل خانہ مانسہرہ چلے گئے ۱۵؍شوال حضرت مدیر دامت برکاتہم کے ماموں جناب محبوب حسن صاحب زید مجدہٗ انڈیا تشریف لے گئے۔
- ...... ۱۹؍شوال بروز جمعرات حضرت مدیر دامت برکاتہم کی زیرِ صدارت اراکین وکارکنان ادارہ کی مجلس مشاورت ہوئی، جس میں ادارہ کے جملہ تعلیمی اورانتظامی شعبوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور ذمہ داریوں کی تعیین وترتیب کو حتمی شکل دی گئی۔
- ...... ۲۱؍شوال بروز ہفتہ شعبہ کتب کے چاروں درجات درجہ اعدادیہ، درجہ ابتدائیہ، درجہ ثانویہ عامہ اور درجہ انتہائیہ کے اسباق کا باضابطہ آغاز ہوا۔
- ...... ۲۲؍شوال بروز اتوار بعد عصر کی ہفتہ وار مجلس ملفوظات کا آغاز ہوا رمضان کی وجہ سے درمیان میں تقریبا ڈیڑھ ماہ یہ مجلس موقوف رہی حضرت مدیر دامت برکاتہم نے صبر سے متعلق ملفوظات ارشاد فرمائے۔
- ......۲۳؍شوال بروز پیر ضروریاتِ دین کورس کا بعد نماز عشاء آغاز ہوا۔ ضروریات دین کورس کا دورانیہ حسب سابق روزانہ ایک گھنٹہ ہوگا۔

Idara Ghufran

□......۲۴/شوال بروز منگل بعد ظہر ہفتہ وار اصلاحی مجلس برائے اراکین ادارہ کا رمضان کے وقفے کے بعد دوبارہ آغاز ہوا۔

□...... ۲۵/شوال بروز بدھ بعد ظہر طلبہ کرام کے لئے ہفتہ وار اصلاحی بیان ہوا درمیان میں تقریباً دو ماہ یہ بیان بھی موقوف رہا۔

□...... ۲۶/شوال بروز جمعرات، حضرت مدیر دامت برکاتہم دارالافتاء کے لئے دینی کتب کی خریداری کی غرض سے پشاور تشریف لے گئے۔ حضرت کے ہمراہ اس سفر میں مولوی محمد امجد صاحب، مولوی طارق محمود صاحب اور حافظ محمد ناصر صاحب بھی تھے۔

□...... ۲۷/شوال بروز جمعہ بعد عشاء مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں حضرت مدیر دامت برکاتہم کے ہاں سالانہ حج کورس کا آغاز ہوا۔ یہ کورس روزانہ بعد نماز عشاء پانچ یوم جاری رہ کر بروز بدھ اختتام پذیر ہوا۔ گذشتہ کئی سال سے حضرت مدیر دامت برکاتہم پورے اہتمام اور پابندی کے ساتھ یہ کورس منعقد کرتے ہیں امسال حضرت مفتی محمد یونس صاحب دامت برکاتہم نے بھی اپنے ہاں مسجد بلال صادق آباد میں حج کورس کا آغاز فرمایا۔

□...... ۲۹/شوال بروز اتوار ادارہ کے دارالافتاء میں کمپیوٹروں کا نیٹ ورک قائم کیا گیا اس سلسلہ میں دارالافتاء میں مزید چار عدد کمپیوٹر لگائے گئے ہیں اور ان کو ادارہ کے کمپیوٹر سیکشن سے منسلک کیا گیا ہے اس کار خیر کا انتظام حضرت مدیر دامت برکاتہم کے حلقہ احباب میں سے ایک صاحبِ خیر جناب محمد نواز صاحب نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کے اس صدقہ جاریہ کو اشاعت دین کے سلسلہ میں قبول فرمائیں۔

□...... ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ ادارے میں تعمیری کام جاری ہیں نچلی منزل کی دیوار قبلہ کی تعمیر نو ہو رہی ہے۔

□......۵/ذیقعدہ بروز ہفتہ مولانا محمد امجد صاحب کراچی بعض اعزہ کے ہاں تشریف لے گئے۔

□...... ۶/ذیقعدہ بروز اتوار بعد عصر حضرت مدیر دامت برکاتہم کا ہفتہ وار اصلاحی بیان ہوا جس میں حضرت نے مصیبت پر صبر کرنے پر اجر کے حوالے سے روشنی ڈالی۔

□......۹/ذیقعدہ بروز بدھ حضرت ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب دامت برکاتہم ادارہ میں تشریف لائے اور اس کے بعد کئی روز ادارہ تشریف لاتے رہے۔

□......۱۰/ذیقعدہ بروز جمعرات بعد عشاء ادارہ غفران کے متصل و ملحق قبلہ والی سمت میں مسجد ادارہ کے لئے جگہ کی خریداری کا سودا مکمل ہو گیا، فللہ الحمد۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

ابوجویریہ

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

24 نومبر : ڈبلیو ٹی او: سارک ممالک مشترکہ حکمت عملی پر متفق، پاکستان اور بھارت نے اقتصادی وتجارتی شعبوں میں تعاون کو فروغ دینے کے لئے مشترکہ سٹڈی گروپ تشکیل دے دیا ✍ **25 نومبر**: مسئلہ کشمیر جلد حل ہونا چاہئے، کنٹرول لائن کو سرحد تسلیم نہیں کریں گے، شوکت عزیز ✍ **26 نومبر**: پاکستان کے بارے میں غیر یقینی پالیسی ترک کردی ہے، نٹور سنگھ ★ کوئٹہ میں بم دھماکہ، 3 افراد جاں بحق، 20 شدید زخمی، آزادی چوک پر سائیکل میں نصب بم اس وقت زوردار دھماکے سے پھٹ گیا جب ایف سی کے کمانڈنگ کی گاڑی وہاں سے گزر رہی تھی ✍ **27 نومبر**: وانا: تمام چیک پوسٹیں ختم، گرفتار افراد رہا کرنے کا اعلان ★ پولیس آرڈر 2002ء میں ترمیم: ضلع ناظم کو پولیس سربراہ کی اے سی آر لکھنے کا اختیار دے دیا گیا ✍ **28 نومبر**: میزائل وایٹمی پروگرام کو مزید وسعت دیں گے، وزیراعظم ✍ **29 نومبر**: برازیل کی کمپنی سے بجلی پیدا کرنے کا 50 کروڑ ڈالر کا معاہدہ، لاطینی امریکی ممالک سے تعلقات بہتر بنائیں گے، مشرف ✍ **30 نومبر**: بغداد: پولیس سٹیشن پر خودکش حملہ لاشوں کے ڈھیر لگ گئے، جھڑپوں میں 5 امریکی ہلاک ✍ **یکم دسمبر**: دوعہدے رکھنے کا بل ایکٹ آف پارلیمنٹ بن گیا، اب مشرف صدر اور آرمی چیف کے دونوں عہدے اپنے پاس رکھ سکیں گے ★ قائم مقام صدر نے ''وردی بل پر'' دستخط کردیئے ★ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان سینٹ اور قومی اسمبلی اس بل کی منظوری دے چکے ہیں، یہ ایکٹ 31 دسمبر 2004ء سے نافذ العمل ہوگا، اس کا اطلاق صرف موجودہ صدر کی مدت کے لئے ہوگا ✍ **2 / دسمبر**: غیرملکی دہشتگردوں کے خاتمے تک پاکستان اور امریکہ کا وانا آپریشن جاری رکھنے پر اتفاق ✍ **3 / دسمبر**: غربت ختم کرنے اور معاشی واقتصادی خوشحالی کے لئے ایشین مانیٹرنگ فنڈ قائم کرنیکا فیصلہ ★ ایشیا میں موجود تمام سیاسی تنازعات کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے، آئندہ پانچ سالوں کے دوران ایشین پارلیمانی ایسوسی ایشن کو یورپی پارلیمنٹ کی طرز پر ایشین پارلیمانی اسمبلی میں تبدیل کردیا جائے گا ✍ **4 / دسمبر**: بغداد: مجاہدین نے 16 پولیس افسروں کو قطار میں کھڑا کر کے گولی ماردی، دھماکوں اور حملوں میں 2 امریکیوں سمیت 61 ہلاک ★ دشمن کو امت کی ترقی گوارہ نہیں مسلمان متحد ہوں، امام کعبہ ✍ **5 / دسمبر**: سلامتی کونسل کی مستقل نشست کے لئے بھارت کی حمایت نہیں کریں گے، امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشتگرد ہے، روس ★ لاہور

Idara Ghufran

سوزوواٹر پارک میں جھولا گرنے سے 5 بچے جاں بحق ،48 شدید زخمی ✍ **6/دسمبر:** فلوجہ پر پھر کیمیاوی ہتھیاروں سے بمباری امریکی ہیلی کاپٹر تباہ ،حملوں میں 2امریکیوں سمیت 22 ہلاک ★ پالیسیوں کے تسلسل کے لئے ہوسکتا ہے دونوں عہدے اپنے پاس رکھوں ،صدر پرویز مشرف ✍ **7/دسمبر:** جدہ:امریکی قونصلیٹ پر حملہ 4 کمانڈوز3 حملہ آوراور عملے کے 5ارکان مارے گئے ★ نابالغوں کے لئے الگ نظامِ انصاف کا قانون کالعدم، ہائیکورٹ نے 18 سال سے کم عمر کے مجرموں کے لئے سزائے موت بحال کردی ✍ **8/دسمبر:** ایکنک کا اجلاس 2 کھرب3ارب روپے کے 41 منصوبوں کی منظوری دیدی گئی ★ ملک جمہوریت سے زیادہ اہم ہے ،نقاب میں چھپی خواتین نظریہ اسلام کی پسماندہ تصویر کشی کرتی ہیں ،صدر مشرف ✍ **9/دسمبر:** سفری دستاویزات پر اتفاق نہ ہوسکا، سری نگر مظفرآباد بس سروس پر مذاکرات بے نتیجہ ختم ★ 2007ء تک صدر و آرمی چیف رہوں گا، پرویز مشرف ✍ **10/دسمبر:** انسداد دہشت گردی کی عدالتیں مقررہ وقت میں فیصلہ سنائیں گی سزاؤں میں اضافہ، سینٹ میں بل منظور ✍ **11/دسمبر:** ملائشین باشندے سید ابوطاہر سے پوچھ گچھ کے لئے بھی حکومت سے بات چیت جاری ہے ،ایران کا ایٹمی پروگرام بھی باعث تشویش ہے ، ایٹمی توانائی ایجنسی ★ پاکستان نے ڈاکٹر قدیر سے تفتیش کی اجازت دے دی، البرادعی، کسی کو پوچھ گچھ نہیں کرنے دیں گے، پاکستان ★ کوئٹہ: ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ 11 جاں بحق 20 زخمی ✍ **12/دسمبر:** لاء اینڈ جسٹس کمیشن کی طرف سے قانون میں ترمیم ،ملزم کو اپنی ضمانت کے لئے رقم جمع کرانے کی سہولت دے دی گئی ✍ **13/دسمبر:** وزیراعظم سے علماء ومشائخ وفد کی ملاقات عامر لیاقت کی برطرفی کا مطالبہ ★ حکومت نے ڈاکٹر عامر لیاقت کے علماء ومدارس کے خلاف بیان پر معذرت کرلی ✍ **14/دسمبر:** پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ قطعاً بحال نہیں کیا جائے گا،وزیر داخلہ ✍ **15/دسمبر:** پاکستان سیاسی حقوق کے عالمی کنونشن کی توثیق کرے،انتخابات کے لئے بی اے کی شرط ختم کی جائے ،یورپی یونین ✍ **16/دسمبر:** پٹرولیم کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ، پٹرول 2.58روپے، ڈیزل 1.59 روپے، مٹی کا تیل ڈیڑھ روپیہ مہنگا ★ پاکستان نے چین کو مکمل اقتصادی منڈی کا درجہ دے دیا، چین پاکستان کو500 ملین ڈالر کا قرضہ دے گا ✍ **17/دسمبر:** امریکہ کا رواں سال کا بجٹ خسارہ 164.7 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ✍ **18/دسمبر:** کابل: پل چرخی میں 10 گھنٹے جھڑپ کمانڈر سمیت 6 ہلاک 4 مجاہد شہید ★ انتہا پسند مولویوں کے اسلام کی ضرورت نہیں ،داڑھی برقع پسند کرنے والے اسے گھر تک محدود رکھیں ،صدر پرویز مشرف ✍ **19/دسمبر:** وردی نہیں اتاروں گا ،نواز ، بے نظیر کی حمایت کا خواہش مند ہوں،

Idara Ghufran

صدر پرویز مشرف ✍ **20/دسمبر:** یکم جنوری کو یوم سیاہ منائیں گے، کارکن وردی کے خلاف شہادت کا عزم لے کر میدان میں نکل آئیں، متحدہ مجلس عمل ★ مشرف نے وعدہ پورا نہیں کیا، وردی نہ اتارنے کے اعلان پر تشویش ہے، دولت مشترکہ ✍ **21/دسمبر:** قومی حکومت کا کوئی امکان نہیں، حکومت پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کر دیں گے، چوہدری شجاعت ★ عراقی وزیر خارجہ کی صدر مشرف سے ملاقات پاک فوج عراق بھجوانے کی باقاعدہ درخواست ★ مسلم لیگ ''ن'' کی مرکزی وصوبائی تنظیمیں توڑ دی گئی، جھگڑا نئے سیکرٹری جنرل مقرر، شہباز شریف بدستور صدر ہاشمی قائم مقام ہونگے ✍ **22/دسمبر:** زرداری کی اسلام آباد آمد، جہاز سے اترتے ہی گرفتار، آج یوم سیاہ منانے کا اعلان ★ موصل: فوجی اڈے پر فدائی حملہ 29 امریکی ہلاک 70 زخمی ✍ **23/دسمبر:** رحیم یار خان کے قریب 2 مسافر طیارے فضا میں ٹکراتے ٹکراتے بچ گئے، متعدد زخمی، شیخ رشید اور وسیم سجاد بھی سوار تھے ★ وفاقی کابینہ کا اجلاس: مذہب کا خانہ ختم کرنے پر نظر ثانی کا فیصلہ ★ کراچی کی خصوصی عدالت کا فیصلہ معطل: سندھ ہائیکورٹ نے زرداری کو پھر رہا کر دیا ✍ **24/دسمبر:** لاہور ہائیکورٹ نے نواز کھوکھر کی رہائی کا حکم دے دیا ★ 20 سال بعد مرزائیوں کو قادیان جانے کی اجازت، پہلا وفد روانہ، جنرل ضیاء الحق نے قادیانیوں کے اجتماعی وفود کے بھارت جانے پر پابندی عائد کی تھی، مجلس ختم نبوت کی حکومتی فیصلے کی مذمت ✍ **25/دسمبر:** مجلس عمل کی سپریم کونسل کا اجلاس، یکم جنوری سے وردی کے خلاف تحریک کا اعلان ★ صدر مشرف پر قاتلانہ حملے کے الزام میں 2 فوجیوں کو موت اور قید کی سزائیں ✍ **26/دسمبر:** کابینہ اگلے اجلاس میں پاسپورٹ پر مذہب کا خانہ بحال کر دیگی، شجاعت اور شیر پاؤ میں اتفاق رائے ★ تربت: فوجی گاڑی پر راکٹ حملہ 4 جوان جاں بحق ★ جہلم اور رلیہ کے قریب ٹریفک کے 2 الگ الگ حادثات میں 25 افراد جاں بحق۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس حج کے سفر کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے، اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہیں'' اور جو شخص (اللہ) کا حکم نہ مانے تو (اللہ تعالیٰ کا اس میں کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تو تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے (ترمذی، بیہقی، ترغیب و ترہیب، کنز العمال)